وَالۡعَصۡرِ

زندگی کا مقصد

4269

Marfat.com

وَالْعَصْرِ

زندگی کا مقصد

إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

Marfat.com

یہ کتاب انسانیت کے لئے مختص ہے۔ کوئی بھی شخص اسکو مکمل طور پر یا جزوی طور پر انسانی بھلائی کے لئے نقل کر کے کسی بھی فلاحی اور سود مند شکل میں چھاپ سکتا ہے۔

87565

نام کتاب: زندگی کا مقصد

اشاعت: 2003

تعداد اشاعت: 2000

ایڈیشن: دوم (تصحیح شدہ)

ناشر: ریسکیو لائن

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1.	پیش لفظ	1
2.	باب 1۔ انسانی زندگی	
	انسانی زندگی کے بارے میں چند اہم حقائق	4
	زندگی کا مقصد	9
	مالک کی طرف ذمہ داری	11
	مخلوق کی طرف ذمہ داریاں	12
3.	باب 2۔ اللہ کا پیغام	
	قرآنی انکشافات	14
	راستے کی نشاندہی	17
	اچھائی اور برائی کے راستے	20
	حلال اور حرام کی نگری	23
	حرام مال کے انسانی زندگی پر اثرات	27
	حلال مال کے انسانی زندگی پر اثرات	30
4	باب 3۔ شیطانی راستہ	
	شیطانی طرز فکر	32

4269

Marfat.com

شیطان کا مقصد 33

شیطان کا طریقہ کار 34

تیسرے درجے پر فائز ہونا 40

دوسرے درجے میں ترقی 40

اول درجے میں ترقی 41

شیطان کی ولایت 42

شیطان اپنے اولیاء کو کیوں دھوکا دیتا ہے 46

شیطان کے زیر اثر انسانوں کی طاقت کا سرچشمہ 48

5. باب 4۔ حفاظتی وظائف

سورہ فلق 51

سورہ الکافرون 52

سورۃ الناس 53

سورہ اخلاص 54

سورہ مسد (لھب) 54

6. باب 5۔ انسانی زندگی کے فکری مسائل

تباہی 56

عدم تحفظ 58

Marfat.com

فلاح یا تحفظ 59
انسانی زندگی میں کامیابی کا معیار 64
دنیاوی زندگی 64
آخرت 67
اللہ کی رسّی 69
دنیاوی کامیابی کا راز 72
آخرت کی کامیابی کا راز 74
عام غلط فہمیاں 75
چند گم شدہ راز 77
باب 6۔ رحمانی راستہ .7
رحمانی طرز فکر کا مقصد 80
ولایت کیلئے کردار اور طرز فکر کا معیار 84
اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کا طریقہ 85
تیسرے درجے پر فائز ہونا 85
دوسرے درجے میں ترقی 85
اول درجے میں ترقی 87
رحمان کی ولایت 89

4269

Marfat.com

شہادت 92
شہادت کا راستہ 94
8. باب 7۔ وقت اور عمل کی باہمی رشتہ داری
وقت 97
عمل 101
اللہ کی تلاش 109
کام کی باتیں 112
کم عمر والے اعمال 113
لمبی عمر والے اعمال 113
9. باب 8۔ مثبت سوچ پیدا کرنے کا طریقہ
زندگی کا مقصد 116
انسانیت 118
برائی اور اچھائی کی پہچان 121
ازلی دشمن 125
تعلقات اور دو طرفہ حقوق 127
وقت اور عمل کی اہمیت اور رشتہ داری 128
پیغام 129

Marfat.com

پیش لفظ

موجودہ دور کا انسان بے شمار سائنسی ایجادات کی بناء پر مادی ترقی کی معراج کے
ت قریب پہنچ چکا ہے۔ معراج اسی لیے نہیں کہ ہم سے پچھلی گزری ہوئی کچھ قومیں اس
دی ترقی میں ہم سے کچھ زیادہ تھیں جیسے کہ اہرام مصر کی تعمیر میں استعمال ہونے والی بڑی
ٹانوں کی ترسیل اور چنائی ابھی تک موجودہ سائنسدانوں کی سمجھ سے بالا تر ہے۔ یہی
ندازہ کر کے باب کو بند کر دیا جاتا ہے کہ شاید ان لوگوں نے کشش ثقل سے آزادی حاصل
کرنے کا کوئی فارمولا ایجاد کر لیا ہوگا۔ چونکہ یہاں موجودہ مادی ترقی کا ماضی سے مقابلہ
کرنا مقصد نہیں ہے لہٰذا اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ اتنی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان
کی بے چینی دکھ اور تکلیفوں میں بھی اسی رفتار سے اضافہ ہوتا چلا گیا ہے خودکشی، خودکش
حملے، ڈاکے سمگلنگ، زنا بالجبر فراڈ دھوکہ دہی غرض ہر چیز کے ریکارڈ میں ہی ترقی نظر آ رہی
ہے۔ بین الاقوامی سطح پر دیکھا جائے تو ترقی یافتہ دنیا کی اجتماعی طور پر انسان کی زندگی سے
غم تکلیف بھوک ظلم بیماری تباہی اور جنگ کو مٹانے کے لیے پچھلے ۵۷ سال سے نبرد آزما
ہے۔ لیکن نتائج اُلٹے ہی نکلتے جا رہے ہیں۔ برائی کو کبھی بڑی ریاستوں کی شکل میں قابو
کر کے ختم کیا جاتا ہے تو یہ بے قابو مافیا اور بین الاقوامی دہشت گرد گروہوں کی شکل میں
نکل آتی ہے۔ اس سے نمٹتے ہیں تو پھر ان سے بڑا اتحاد اس برائی کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوتا
ہے۔ اس طرح سے اچھائی اور برائی کی جنگ کی قید میں انسان کی زندگی مسلسل کشمکش اور

Marfat.com

ابتری کا شکار ہو رہی ہے۔ کبھی ایک انسان اچھائی کے جھنڈے تلے آ جاتا ہے اور کبھی وہی انسان برائی کا پیروکار مانا جاتا ہے۔ معاشی اور اخلاقی معیار میں کوئی خاطر خواہ بہتری نہیں پیدا ہو سکی بلکہ حالات آہستہ آہستہ بدتری کی طرف ہی جا رہے ہیں ڈیڑھ سو سال قبل انسان مزید ترقی کرتے ہوئے ایک سورج کی گلوبل سلطنت کے جھنڈے تلے جمع ہوا جس پر سورج کی اتنی مہربانی تھی کہ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا وہاں اپنی ترقی کی معراج میں اس نے معاشرتی جانور کے طور پر کام کرتے ہوئے سکون اور اطمینان محسوس نہیں کیا۔ لہذا بٹ کر دو قطبی دُنیا سے ہوتے ہوئے یک قطبی دُنیا کے جھنڈے تلے آ گیا جہاں اسکے مسائل صرف بھوک، پانی کی کمی بے قابو بڑھتی ہوئی آبادی اور دہشت گردی میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ موجودہ دُنیا کے ان بڑے مسائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اب معاشرتی جانور کے درجے سے مکمل طور پر اتر کر صرف جانور کے درجے پر آ چکا ہے۔ انسان نے ترقی انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ کی ہے۔ اور اس ترقی کی رفتار اور زیادہ بڑھتی جا رہی ہے۔ تیز رفتاری میں سمت کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ حادثے یا راستہ کھو کر بہت دور نکل جانے کا امکان برقرار رہتا ہے۔ موجودہ دور کی مصروف کن معاشی ضروریات اور Media Flood معلوماتی سیلاب نے انسان کو حیرت زدہ کر کے مفلوج کر دیا ہے کہ وہ اپنا برا بھلا سوچنے کی قابلیت رکھتے ہوئے بھی سوچنے سے محروم ہے۔ اسکے پاس یہ جاننے کا ٹائم ہی نہیں ہے کہ

Marfat.com

میں کون ہوں؟

ایسا کیوں ہوں؟

میں یہاں کیوں ہوں؟

کس نے مجھے بھیجا ہے؟

کیوں بھیجا ہے؟ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

کب تک بھیجا ہے؟

ہم سب کی مدت ایک جیسی کیوں نہیں ہے۔

موت کیوں آتی ہے اسکے بعد کیا ہوتا ہے کیا کوئی دوسرا موقع ملے گا؟

یہ ان سوالات میں سے چند ہیں جو ایک انسان اگر اپنی زندگی میں ایک بار سنجیدگی کے ساتھ اپنے آپ سے پوچھ کر اس کا جواب تیار کر لے تو پھر اس کی زندگی ایک ایسے راستے پر چل پڑتی ہے جہاں اسکی زندگی میں سکون بھر جاتا ہے اور وہ دوسروں کے لیے مشعل راہ بن جاتا ہے۔ کوئی سفر شروع کرنے سے پہلے اس کی منزل اور راستے کے نشیب وفراز کا تعین کر لیا جائے تو پھر سفر بہت آسان ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

انسانی زندگی

انسانی زندگی کے بارے میں چند اہم حقائق

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے نائب کا درجہ دے کر پیدا کیا ہے۔ جس سے مندر ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے نائب یا منیجر کی حیثیت سے باقی تمام مخلوقات کے معاملات سنبھال کر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلانے کی ذمہ داری انسان پر آتی ہے۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ ٱللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُۥ ظَٰهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يُجَٰدِلُ فِى ٱللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَٰبٍ مُّنِيرٍ ﴿٢٠﴾

سورہ لقمان ۲۰۔ ترجمہ۔ اور کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے وہ سب کچھ جو زمین اور آسمانوں میں ہے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ اور اپنی نعمتوں کو تم پر پورا کر دیا ہے دونوں ظاہر اور غائب۔ پھر بھی کچھ لوگ ان میں ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے کہ علم اور ہدایت اور کتاب ان کو واضح کرے۔

Marfat.com

2۔ اس کو پیدائش سے ہی ترکیبی طور پر تمام مخلوقات سے بہتر قابلیتیں عطا کی گئیں ہیں۔ صرف امتحان کے طور پر کمزور کر کے محنت مشقت میں ڈال دیا ہے۔ اپنی پہلے سے موجود قابلیت تک پہنچنا اور اس کے لئے احسن طریقے سے محنت کرنا امتحان ہے۔ اس امتحان کو دلچسپ بنانے کیلئے اس میں ہمیں رشتے داریوں اور معاشرتی بندشوں میں باندھ کر اور اپنی ذات کی فکر ڈال کر دوسروں کے حقوق میں ہمارا امتحان پوشیدہ کر دیا ہے کہ اگر اس نے یہ راز سمجھ لیا کہ اس کا تو لیڈر بننے کا امتحان ہے اور اس نے اپنے تمام ذاتی فائدے اور کام اللہ پر چھوڑ کر دوسروں کی خدمت میں لگ گیا (یعنی اللہ کے کام) تو وہ لیڈری یا نیابت کی قابلیت کے امتحان میں پاس ہو گیا۔ اور اگر انسان اپنی ذات کے پیچھے چل پڑا تو وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو گیا اور جس رزق یا مال کی وہ فکر کرتا ہے وہ تو صرف اللہ اس کو دیتا ہے۔ اس دنیا میں جتنے بھی رضا کار انسانی خدمتگار موجود ہیں یا گزرے ہیں وہ سب ہی بہت خوشحال گزرے ہیں۔ اصل میں انسان کو عقل کا صحیح

Marfat.com

استعمال آیا ہی نہیں۔

وَهُوَ ٱلَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَـٰٓئِفَ ٱلْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَـٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِى مَآ ءَاتَىٰكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ ٱلْعِقَابِ وَإِنَّهُۥ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌۢ

الانعام ۱۶۵۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمھیں زمین میں خلافت عطا کی اور بلند درجے عطا کئے بعضوں کو بعض پر تا کہ وہ تمھاری ان انعامات میں آزمائش کرے جو اس نے تمھیں عطا کئے ہیں۔ بے شک تمھارا رب سزا دینے کے لئے عقب میں ہے اور ساتھ ہی بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ ٱلْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَلَـٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِى مَآ ءَاتَىٰكُمْ فَٱسْتَبِقُوا۟ ٱلْخَيْرَٰتِ إِلَى ٱللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾ المعائدہ ۴۸۔

ترجمہ۔ اور پیچھا نہ کرو غلط خواہشات کا جو سچ سے دور لے جائیں (اس سے) جو کہ تمھارے پاس آیا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کیلئے ہم نے ایک قانون مقرر کیا ہے اور ایک مکمل راستہ ہے۔ اور اگر اللہ نے چاہا ہوتا تو وہ تم سب کو ایک امت بنا تا مگر اس نے ایسا نہیں کیا (اکیلا اکیلا پیدا

Marfat.com

کیا) مگر تمھیں آزمانے کے لئے اسمیں جو اس نے تمھیں دیا ہے لہذا (دوڑو) مقابلہ کرو اچھائی میں۔تم سب کا مقصد اللہ کی طرف ہے اور وہ ہی تمہیں معاملے کی سچائی دکھائے گا جن میں تم جھگڑتے ہو۔

3۔ پیدائش سے پہلے خلیفہ بنانے کی نیت کا اظہار اس بات کی نشاندہی ہے کہ یہ مخلوق کام کرنے کیلئے چاہیے تھی، نہ کہ ایک مہمان کے طور پر خدمت کروانے اور حقوق مانگ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے وسائل ضائع کرنے کے لئے، ایسا کام تو محکوموں کا ہوتا ہے۔لیڈر تو اپنے طفیلیوں کیلئے مانگتا ہے اور ان پر خرچ کرتا ہے۔اور لیڈر کو لیڈر بنائے رکھنے کے لئے مالک اس کی ذاتی ضروریات پوری کرتا ہے۔لہذا اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا ہی لیڈر کے طور پر بہتر قابلیتوں کے ساتھ کیا ہے تا کہ باقی تمام مخلوقات پر حکمرانی کر سکے یا ان کا نظام چلا سکے۔اسکو تو اس دنیا میں اس کام کی مشق کر کے اپنی قابلیتوں کو چمکانا اور بہتر کرنا چاہیے۔

4۔ اس پیدائشی لیڈر کی زندگی مکمل طور پر دوسروں کیلئے ہونی چاہیے اپنے لیے نہیں۔ورنہ یہ ایک اچھا لیڈر نہیں بن سکتا، کیونکہ لیڈر کی زندگی تو ہوتی ہی دوسروں کیلئے ہے اور اسکی ضروریات کا خیال، اسکی حفاظت،

Marfat.com

بہبود، بھلائی برائی اسکے مالک کے ہاتھ میں ہے اور اسکی مرضی پر منحصر ہے۔ لہذا اسکی زندگی کا یا اسکی صلاحیتوں کا کچھ بھی حصہ اگر ضرورت سے زیادہ اپنی ذات کی طرف لگ گیا تو یہ ایک ناانصافی کا مرتکب ہو گیا۔ لیڈر سے ناانصافی یا کسی بھی قسم کی کمزوری کی توقع کی ہی نہیں جاسکتی۔ کیونکہ ایسی کمتر حرکتیں لیڈروں کو ہرگز زیب نہیں دیتیں۔

5۔ کام کے بدلے انعامات دینا اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کرم ہے۔ اصل میں تو انسان کی پیدائش کا مقصد ہی اللہ کے لئے کام کرنا ہے۔ اسے انعامات اور بدلے کی فکر سے غرض ہونا ہی نہیں چاہیے۔ بدلے اور انعامات کی خواہش لالچ اور خودغرضی کو ظاہر کرتی ہے، جو ایک لیڈر یا راہنما کے لیے زہر قاتل ہے۔ کیونکہ یہ مالک سے بے وفائی اور اپنی ذات سے وفاداری ظاہر کرتی ہے اور یہ غداری اور بغاوت کے راستے کا سفر ہے۔

6۔ اسکی بھلائی اور ترقی اسکو لیڈر بنانے والے پر منحصر ہے۔ کیونکہ مالک بہتر جانتا ہے کہ نائب یا منیجر سے کتنا کام لینا ہے اور اسکو اس کی ذمے داری کیمطابق کتنی سہولتیں اور طاقت دینی ہیں۔ اگر یہ اپنی قابلیتوں سے کم کام کرے گا تو مالک پہلے سے طے شدہ سہولتوں میں بھی کمی کرنے کا مجاز

Marfat.com

ہے اور اگر بہتر کام کرے گا تو مالک خوش ہو کر انعام واکرام بڑھا دے گا۔

7۔ ایک خلیفہ، نائب یا منیجر ہونے کے ناطے اسکے لیے مالک اور مخلوق سے دو طرفہ رابطہ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ اگر مخلوق سے رابطہ رکھتے ہوئے مالک سے رابطہ توڑے گا تو باغی یا گمراہ ہو جائے گا۔ اور اگر وہ مخلوق کو چھوڑ کر مالک سے ہی رابطہ رکھے گا تو پھر اس نے مالک کے مقصد کو مٹی میں ملا دیا۔ لہذا اسکے لیے ایک طرف مالک سے مسلسل رابطہ رکھنا (عبادت کے ذریعے) اور مالک کی مرضی جاننے اور مالک کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا لازم ہے تو دوسری طرف مخلوق کے حالات جاننا اور ان کو مالک کی مرضی پہنچا کر ان کی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس دنیا کے سفر میں کامیابی پر آخرت کے جو انعامات واکرامات کا ذکر فرمایا ہے وہ کسی صورت بھی ایک مومن، ولی اللہ یا نائب کے لیے مقصد حیات نہیں ہونے چاہئیں بلکہ وفادار نائب کو اپنے مالک سے وفاداری اور محبت میں اس قسم کے تمام لالچوں کو پیچھے چھوڑ دینا چاہیے۔

زندگی کا مقصد۔ ایک مسلمان کے لئے زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنی پوری زندگی خلوت اور مراقبے میں گزار دیں۔ یہ غلط

Marfat.com

فہمی آجکل ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہے کہ جو شخص اس قسم کے خیالات کا مالک ہے اسکو دنیا کی ہر چیز سے کنارہ کشی اختیار کرنا پڑتی ہے اور وہ خود دنیا سے مکمل طور پر کٹ کر تنہائی میں چلا جاتا ہے دنیاوی فائدوں سے اور سہولیات سے دور ہو جاتا ہے جبکہ حقیقت اس سے بہت مختلف ہے۔ **اصل میں دنیا کے بغیر آخرت ممکن ہی نہیں ہے۔** حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو کچھ ہم یہاں بوئیں گے آخرت میں کاٹیں گے اور اگر ہم اس دنیا میں رہتے ہوئے کام نہیں کرتے (یعنی اچھائی کا بیج نہیں بوتے) تو ہم کسی فصل یا پیداوار کی امید نہیں رکھ سکتے۔ اللہ کی عبادت کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کے حالات میں اس کا شکر ادا کرتے ہوئے ہمیں مالک کی پسند کو اپنانا چاہئے اور مالک کے تمام مقاصد اور احکامات کو اپنا ذاتی کام سمجھ کر بہترین طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہئے۔ ہمیں مالک کی پسند ناپسند کو مدنظر رکھتے ہوئے رضا کارانہ طور پر کام سنبھالنا چاہئے۔ اور اس مقصد کو تلاش کرنا چاہئے جس کے لئے ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔ تاکہ اس کام کو احسن طریقے سے پورا کرنے کے لئے فوری تیاری اور کام شروع کیا جائے۔ اس کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی کو اس کے دیئے گئے قانون کے مطابق ڈھالا جائے اور برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینک کر اپنی ذات کو پوری طرح اللہ کے

Marfat.com

حوالے کیا جائے۔

انسان کی زندگی کا بہترین مقصد اس کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو سکتا کہ وہ خالق کے اس مقصد کو پورا کرے جس کے لیے خالق نے اس کو تخلیق کیا تھا۔ اسی مقصد کی تکمیل کے لیے انسان کی ذمہ داریوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

مالک کی طرف ذمے داری

۱۔ سب سے پہلے ہمیں دنیاوی کھیل کے مندرجہ ذیل اصول جاننا بہت ضروری ہیں۔اس علم کے بغیر آگے چلنا ممکن ہی نہیں ہے۔

ا۔ مالک کا پیدا کرنے کا اصل مقصد۔اور موجودہ دنیاوی زندگی میں کام۔

ب۔ہم سے وابستہ امیدیں۔

پ۔مالک کی عطا کردہ مجبوریاں اور طاقتیں۔

ت۔مالک کا قانون۔

ٹ۔راستے کی مشکلات اور رکاوٹیں۔

ث۔ذرائع اور مخلوقات جن پر اختیار دیا گیا ہے۔

۲۔ ان تمام معلومات کو جان کر ان حدود کے اندر رہتے ہوئے اللہ کے ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اپنی زندگی کے ہر مرحلے، ہر رشتے داری، ہر تعلق اور ہر نفع

Marfat.com

نقصان میں مالک کو ملوث جان کر اس کی حکمت کو پہچاننا انتہائی ضروری ہے ورنہ زندگی میں کامیابی نامکمل رہ جاتی ہے۔

۳۔ اپنی زندگی کے ہر کام کو مالک کے لیے اسی وفاداری کیساتھ کرنا چاہیے جیسے ذاتی کام کیا جارہا ہو۔

۴۔ مالک کی قائدانہ صفات کو اپناتے ہوئے ذمے داری کے ساتھ مالک کے کام کو سنبھال کر تمام زیرِ تسلط مخلوقات اور ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے مالک کی مرضی اور پسند کے مطابق نتائج پیدا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

۵۔ مالک کے دشمنوں کو اپنا دشمن اور دوستوں کو دوست جانتے ہوئے مالک کے منصوبوں کو کامیاب اور دشمنوں کے منصوبوں کو ناکام بنانا چاہیے۔

مخلوق کی طرف ذمے داریاں۔ ہمارا پیدا کرنے والا خالق اور پیدا کر کے پالنے والا رب رحمان ہے رحیم ہے۔ غفور ہے ودود ہے، ستار العیوب ہے، عا... ہے، جبار اور قہار ہے، رشید ہے، عزیز الحکیم ہے۔ ان چند صفات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ رحمان ہمارا خالق و مالک کتنا مصروف ہے اس کائنات اور انسان پیداء کرنے کے بعد وہ آرام سے نہیں بیٹھ گیا بلکہ مخلوق کو پالتے ہوئے اس کے انتہا مسائل کا مسلسل حل کر رہا ہے۔ اگر انسان ان صفات کو اپنے اندر بطور نا...

Marfat.com

ترک کر کے مالک کی رضا کے لیے عملی طور پر زندگی کے تمام معاملات میں ان کا مظاہرہ شروع کر دے تو وہ نائب بننے کے لیے اہل ہو جائے۔ مندرجہ بالا چند قائدانہ صفات (اور ان کے علاوہ کئی اور جن کو پڑھ کر جاننا انتہائی ضروری ہے) میں سے کسی ایک کی غیر ضروری کمی ایک قائد کی شخصیت کو نامکمل بنا دیتی ہے۔ اور انکو مکمل طور پر اپنانے سے ایک نائب مالک کی مرضی کے مطابق مخلوق کا نظام چلا سکتا ہے۔

مخلوق کا نظام چلاتے وقت یہ خیال رکھنا لازم ہے کہ:

۱۔ مخلوق سے وہ کام لینا ہے جو مالک چاہتا ہے۔ اور اس طرح لینا ہے جیسے مالک چاہتا ہے۔

۲۔ مخلوق کی اس طرح ویلفیئر کرنی ہے جیسے مالک چاہتے ہیں۔

۳۔ مخلوق سے کام لیتے وقت مخلوق کا خیال اس طرح رکھنا ہے کہ وہ اس کے بعد بھی مالک کے کام کے لئے تیار رہے۔ بلکہ مخلوق کی قابلیت بڑھ جائے۔

۴۔ اگر مخلوق میں کام کی اہلیت نہیں ہے یا کم ہے تو اس میں وہ صلاحیت پیدا کی جائے۔

۵۔ مخلوق کی استعداد کو مسلسل بڑھایا جائے۔

Marfat.com

اللہ کا پیغام

قرآنی انکشافات۔ اسلام کے معنی امن وسلامتی خالص پن، اللہ کی مرضی کے آگے جھک جانا ہے انسان اور جنوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وما خلقت الجن والانس إلا ليعبدون سورۃ الذاریات ٦٥ ترجمہ: میں نے انسانوں اور جنوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ عبادت کا مطلب یہاں صرف نماز اور تسبیح نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو صرف یہی مقصود ہوتا تو پھر فرشتے ہی کافی تھے صرف ان کی تعداد میں اضافہ کر دیا جاتا ۔ ولو نشاء لجعلنا منكم ملٰئكة في الأرض يخلفون الزخرف ٦٠۔ ترجمہ۔ اور اگر اللہ نے چاہا ہوتا تو وہ تم میں سے فرشتے پیدا کرتا اور پھر وہی یکے بعد دیگرے چلتے رہتے۔ کیونکہ فرشتوں کی تو انسانوں کی طرح فاضل ضروریات بھی نہیں ہیں۔ اس عبادت کا مقصد اور طریقہ اللہ تعالیٰ نے مکمل طور پر یہ بتانے سے واضح کر دیا ہے کہ میں خلیفہ بنانے والا ہوں مطلب ایک ایسا خودمختار نائب جو اپنی مرضی سے فیصلے کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو چلائے اللہ کا وفادار ہو اور اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرے۔ صرف کام کے دوران اللہ کو یاد رکھے اور ہر کام اللہ کے لئے ہی کرے۔

Marfat.com

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً
قَالُوٓا۟ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ ٱلدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّىٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾

وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِى بِأَسْمَآءِ
هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٣١﴾ قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ
إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٣٢﴾

قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ
أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّىٓ أَعْلَمُ غَيْبَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ
وَٱلْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٣٣﴾

سورۃ البقرہ ۳۰۔۳۳۔ترجمہ۔ اور جب تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا۔یقیناً میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو کہا انھوں نے کیا آپ اسکو بنائیں گے جو فساد پھیلائے گا اور خون خرابہ کرے گا جبکہ ہم آپکی تسبیح وتعریف بیان کرتے ہیں اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔تو اللہ نے کہا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور ہم نے آدم کو علم الاسماء سکھایا اور رکھا فرشتوں کے آگے اور کہا بتادو اگر تم سچے ہو تو انھوں نے کہا تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں ہم کچھ نہیں جانتے سوائے اسکے جو آپ نے ہمیں سکھایا ہے اور بے شک آپ زبردست علم رکھنے والے ہیں اور (اللہ نے) کہا اے آدم بتادو انکو انکے نام تو جب وہ بتا چکا تو ان چیزوں کے نام تو (اللہ نے) کہا کیا

Marfat.com

میں نے نہیں بتایا تھا کہ میں جانتا ہوں زمینوں اور آسمانوں کے درمیان کی چھپی ہوئی باتیں اور میں وہ جانتا ہوں جو تم بتا دیتے ہو یا جو چھپاتے رہے ہو۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٤﴾ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ﴿٥﴾

(التین ۴،۵) اور ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں پیدا کیا اسکے بعد پھر اسکو نچلے درجے میں دھکیل دیا۔

ظاہر ہے کہ ایسے کام کے لیے اللہ تعالیٰ کو ایک ایسی مخلوق چاہیے تھی جو کہ سب سے بہتر سمجھ بوجھ رکھتی ہو زیادہ عقلمند ہو اور اس میں کام کرنے کی صلاحیت بھی باقی تمام مخلوقات سے زیادہ ہو اور زیادہ خود مختار ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے انسان کو بہترین یعنی سب سے بہتر ترکیب یا طریقے میں پیدا کیا اسکو علم الاسماء کی طاقت خود عطا کی جو کہ کسی اور مخلوق کو نہ دی تھی۔

اب اس کا امتحان ہے کہ اس نچلے درجے سے ترقی کر کے واپس بلند درجے تک پہنچے اس مشقت بھرے سفر کا ذکر بھی اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے۔ اور اس مشقت بھرے سفر میں کامیابی کے لیے ہماری راہنمائی کا مکمل بندوبست بھی کر دیا۔ ساتھ ساتھ کامیابی پر انعامات کی خوشخبری اور تھک کر رک جانے والوں یا مایوس ہو کر واپس مڑنے والوں کے لیے ناکامی کا انجام دکھا کر ڈرا دیا ہے۔ البلد ۴۔

Marfat.com

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ ﴿٤﴾ ترجمہ۔ اور یقیناً ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾

النحل ۔۸۹۔ اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں ان ہی کا ایک گواہ اور ہم آپ ﷺ کو ان سب پر گواہ لائیں گے اور ہم نے آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل کیا ہر شے کا تفصیل سے بیان اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے۔

راستے کی نشاندہی۔ اس سفر میں صحیح سمت کا تعین اور ثابت قدم رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت سے انسان کو مختلف طریقے بھی بتا دیئے اور کامیابی کے راستے میں رکاوٹوں کی تفصیل سے بھی آگاہ کر دیا۔ سمت کا تعین ٹھیک رکھنے کے لیے ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٣٧﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ﴿٣٨﴾

سورۃ الزخرف (مطلب سوناGold)۔ ترجمہ۔ اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غفلت برتتا ہے وہ اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پھر وہ رہے اسکا ساتھی اور وہ انکو

Marfat.com

روکتے رہتے ہیں اوپر آنے سے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس لائے جائیں گے تو کہے گا کاش تجھ میں اور مجھ میں مشرق اور مغرب جتنا فاصلہ ہوتا تو تو برا ساتھی نکلا۔

اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہیں بلکہ رحمٰن ہیں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے نظام میں صرف دو ہی راستے ہیں اسلام کا یا بغاوت کا اس کے علاوہ درمیان میں کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنا راستہ چننے کی آزادی دے رکھی ہے۔ لہذا حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم بڑھانے سے اللہ تعالیٰ اس قدم بڑھانے والے کی طرف دس قدم بڑھاتے ہیں اور پیدل چلنے پر دوڑ کر پاس آتے ہیں یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی ایسی لاڈلی مخلوق ہے کہ یہ جو کرنا چاہتی ہے اللہ تعالیٰ اس راستے میں اسکی بے حساب مدد فرماتے ہیں۔

لہذا اسی طرح دوری کا راستہ اختیار کرنے کی صورت میں یہ قانون مکمل طور پر الٹا لاگو ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرنا شیطان کی طرف منہ کرنا ہے۔ یعنی غفلت کے ذریعے جب انسان ایک قدم پیچھے ہٹاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی دور ہو جاتے ہیں اصل سمت گم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی شیطان بھی اس کا رُخ کر لیتا ہے جب انسان کے امتحان کے لیے حالات کی رفتار شیطان کی پیدا

Marfat.com

کردہ خرابی کی وجہ سے انسان کی غفلت کو بڑھا دیتی ہے اور انسان ان حالات کی
روں کی نظر ہو گیا تو پھر وہ اللہ تعالیٰ سے دوری کے راستے پر چل پڑا۔ اب اللہ اس
سے دوڑ پڑے اور شیاطین اس پر برس پڑے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ کو غیر رضا
کار نائب کی کیا ضرورت ہے ایک باغی اور غدار کو پالنے کا کیا فائدہ۔

اسلام سے ناواقفی یا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے آگے جھکاؤ سے دوری یا اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت ذاتی انا کی بے قائدہ آزادی کو ظاہر کرتی ہے۔ انسان کی فطرت میں بھری ہوئی بغاوت جو کہ انا کے نام سے بھی جانی جاتی ہے اس کا کام ہے کہ کسی کی حکمرانی کو نہ ماننا اور اسی طرح کوئی بھی دیا گیا حکم نہ ماننا اور اگر حکم بحالت مجبوری سننا اور ماننا پڑے تو اسکو ٹال مٹول کے ذریعے وقت ضائع کر کے خراب کرنا یا بہانے بنا کر نہ کرنا۔ ظاہر ہے کہ عام طور پر کسی کام کو کرنے کا حکم کسی ایسی شخصیت یا محکمے کی طرف سے ہی آئے گا جو کہ حکمرانی کی پوزیشن یا حیثیت میں ہوگی۔ جو شخص اپنی ذات کی اس اندرونی بغاوت پر قابو پا لیتا ہے وہ ہر جگہ کامیاب ہو جاتا ہے وہ اچھا مسلمان بھی بن جاتا ہے وہ اچھا نائب بھی بن جاتا ہے وہ ایک اچھا منیجر بھی بن جاتا ہے وہ ایک اچھا مزدور یا معاشرتی ورکر بھی بن جاتا ہے اس بغاوت پر قابو پانا ایک کڑا مرحلہ اور انسان کا اصل امتحان ہے۔ اس انا کی پیدائش

Marfat.com

ہی اصل میں اونچے مقام سے گرنا ہے اور اس پر قابو پانے کا عمل ترقی کا سفر ہے اس پر قابو پا کر اللہ کی طرف زندگی کا رخ موڑ لینا ہی کامیابی ہے اور اس طرح انسان نائب کی ڈیوٹی سرانجام دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اس مرحلے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کو بطور نائب کائنات کی باگ ڈور سنبھالنے کی ذمے داری سونپ دیتے ہیں۔

اچھائی اور برائی کے راستے

انسانی زندگی کے سفر کا رُخ وقت اور اسپیس کی قید میں مقرر کردہ سمت میں چلتا جا رہا ہے۔ اس راستے میں فرق یا تمیز دائیں اور بائیں والے حصوں یا لینز (Lanes) ہوتی ہے اسکی تفصیل مندرجہ ذیل نقاط سے واضح ہو جاتی ہے۔

۱۔ جو لوگ دائیں لین کے مسافر ہیں وہ سفر مکمل کرنے پر اچھا نتیجہ پانے والے ہیں۔

۲۔ جو لوگ بائیں لین کے مسافر ہیں وہ سفر مکمل کرنے پر بُرا نتیجہ پانے والے ہیں۔

۳۔ اچھائی کی آواز کا سپیکر دائیں لین کی دائیں انتہا پر لگا ہوا ہے اور برائی کی آواز کا سپیکر بائیں لین کی بائیں انتہا پر لگا ہوا ہے اور دونوں پورے زور و شور سے وقت کے مطابق اپنی اپنی پکار نشر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں سپیکر ہر انسان کے اندر ہی موجود ہوتے ہیں۔

۴۔ دائیں سپیکر سے رحمان کی آواز نشر ہوتی ہے اور بائیں سے شیطان کی آواز نشر

Marfat.com

ہوتی ہے۔ غرض انسان کے اندر اٹھنے والی ہر آواز انھیں میں ہی پیدا ہوتی ہے اور ہر باہر سے آنے والی آواز ان سے فلٹر ہو کر گزرتی ہے اور پھر انسان کو سنائی دیتی ہے یعنی انسان جو بھی باہر کی آواز سنتا ہے اس پر مشورہ یا تجزیہ انھیں سپیکروں کا لگ کر انسان کو ملتا ہے۔ اور اسی تجزیے یا مشورے کے مطابق انسان عمل کرتا ہے۔

۵۔ ایک معصوم گناہوں سے پاک انسان میں پہلے دائیں سپیکر کی آواز نکلتی ہے اور بعد میں بائیں والے کی کسی بھی ایک کی بات ماننا یا نہ ماننا اللہ تعالیٰ نے انسان کے اختیار پر چھوڑ دیا ہے۔

۶۔ دائیں اور بائیں لین میں مختلف درجات ہیں۔ اور انہیں درجات کی مناسبت سے ہی انسان رحمانی یا شیطانی پیغامات کو کم یا زیادہ سنتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق قبول یا رد کرتا ہے۔

۷۔ جو اشخاص اپنے مسلسل اچھے یا بُرے اعمال کی وجہ سے دائیں یا بائیں لین کی انتہا پر پہنچ جاتے ہیں۔ ان کو صرف اپنی ہی لین کی آواز 100 فیصد صاف سنائی دیتی ہے اور دوسری لین کے سپیکر کی آواز بالکل نہیں آتی۔ اس مقام پر جو لوگ دائیں لین میں ہیں وہ مکمل طور پر شک اور وسوسے سے پاک ہو جاتے ہیں اور انہیں نہ کوئی ڈر ہوتا ہے اور نہ غم وہ اللہ کے ولی کہلاتے ہیں اور جو لوگ، بائیں انتہا پر پہنچ جاتے

Marfat.com

ہیں وہ شک اور وسوسے اور تجسس سے بھرپور ہو جاتے ہیں اور ڈر اور خوف سے آزاد نہیں ہو سکتے ان کو دنیا کی زندگی کا لالچ اور اسکے جانے کا ڈر اور غم کھائے چلا جاتا ہے۔ یہ کوئی بھی اچھی بات سنتے ہیں تو چونکہ ان کے اندر کا اچھائی والا سپیکر بند ہو چکا ہوتا ہے لہذا ان کو اندر سے اچھائی کا کوئی مشورہ نہیں ملتا اور وہ کوئی اچھی بات سمجھ نہیں سکتے۔ اس مقام سے واپسی ناممکن ہوتی ہے اور اس مقام پر پہنچنے والا اپنی لین کے باقی مسافروں کا لیڈر بن جاتا ہے۔ ان مقامات پر دونوں اطراف والے دنیاوی زندگی میں یہی سمجھتے ہیں کہ وہ درست راستے پر ہیں کیونکہ ان کو دوسری آواز آتی ہی نہیں اور وہ صرف ایک ہی آواز سنتے ہیں جسکی بناء پر انکو ایسا گمان ہوتا ہے کہ جو خیال ان کو آرہا ہے اور اسکی وجہ سے وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ درست ہے۔

۸۔ پیغام کو قبول یا رد کرنے، ثابت قدمی کے ساتھ عمل یا بے عملی انسان کے درجات میں مزید ترقی یا تنزلی کا باعث بنتی ہے کیونکہ اللہ کے واضح کردہ قانون کے مطابق ہر چھوٹے سے چھوٹا ذرہ برابر عمل، اور بڑے سے بڑا عمل انسان کے نامہ اعمال میں درج ہوتا ہے اور درجات میں ترقی یا تنزلی کا باعث بنتا ہے لہذا اپنی مطلوبہ منزل کی آواز کو سننے کی صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے۔

۹۔ سچے دل سے توبہ کرنا انسان کو بائیں والے حصے سے واپس درمیان والی

87565

Marfat.com

پوزیشن پر لے آتا ہے۔ یہاں وہ دوبارہ سے اچھائی اور برائی کی آواز کو ایک جیسا برابر سنتا ہے۔ اب نئے سرے سے اس کے اعمال اس کے نئے راستے کا تعین کریں گے۔ اچھے اعمال دائیں طرف لیجائیں گے اور برے بائیں طرف۔

۱۰۔ انہیں درجات میں ترقی تنزلی انسان کی دنیا اور آخرت کی زندگی کیلئے انعام و اکرام کی حقداری یا سزاواری کیلئے فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔ اور اس دنیاوی زندگی کے سفر کے اختتام کے وقت انسان جس درجے پر موجود تھا تو اسی لحاظ سے آخرت میں اسکا مقام طے ہوتا ہے۔

حلال اور حرام کی نگری

اچھائی اور برائی کے راستے کے سفر کی تفصیل جاننے کے بعد اب حرام اور حلال کے اس سفر کے دوران انسان پر اثرات پر ذیل میں بحث کی جائیگی۔

حلال　　وہ تمام مال، دولت، رزق اور انسانی تعلقات جو کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق انسان کیلئے جائز قرار دیئے گئے ہیں حلال کے زمرے میں آتے ہیں۔

حرام　　وہ تمام مال و دولت رزق اور انسانی تعلقات جو کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق کسی انسان کیلئے ناجائز قرار دیئے گئے ہیں حرام کے

Marfat.com

زمرے میں آتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک حلال قرار دی ہوئی شے کا ناجائز طریقے سے حصول بھی اسکو حرام بنا دیتا ہے۔

قیمت یا طریقہ حصول بظاہر دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزیں انسان کیلئے حلال کر رکھی ہیں لیکن ان حلال اشیاء یا رشتوں کو کسی ایک فرد پر اپنے لیے حلال کرنے کیلئے ایک خاص وظیفہ، قیمت یا معروف طریقہ مقرر ہے اس قیمت کی عدم ادائیگی یا طریقے پر عمل درآمد کے بغیر حصول بھی ایک حلال کو کسی ایک شخص کیلئے حرام کر دیتا ہے۔

حدود۔ حرام اور حلال کے درمیان ایک حد قائم ہے اور اسی حد کے دونوں اطراف حلال اور حرام کی سلطنت ہوتی ہے۔ جس میں انکے چھوٹے اور بڑے وجود مختلف اشکال میں موجود ہوتے ہیں۔ حرام یا حلال کا بنا ہوا کوئی وجود جب انسان کی کوشش سے حد توڑ کر پار جاتا ہے تو ایک قسم کی حالتِ جنگ والی کشمکش شروع ہو جاتی ہے۔ اس کشمکش میں ہر گروہ کے ذرات کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ دوسرے پر غلبہ حاصل کریں اور یہ کشمکش اس وقت تک جاری رہتی ہے کہ یا تو حد توڑ کر پار ہونے والا وجود غالب آ کر نئے وجود پر قابض ہو کر اپنا حکم اپنے طریقہ کار کے مطابق چلانا شروع کر دیتا ہے یا پھر پہلا وجود اسکو

Marfat.com

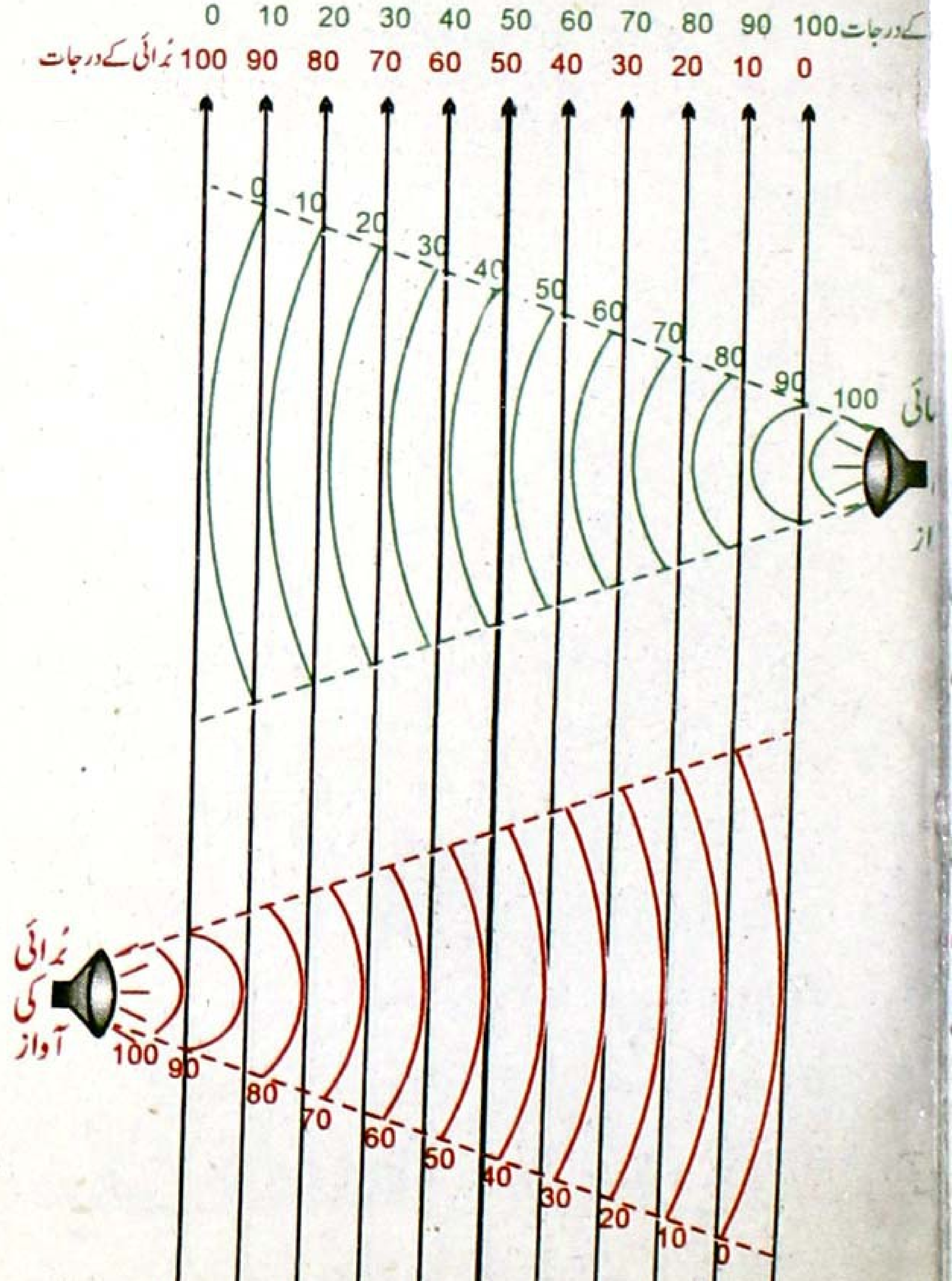

0 10 20 30 40 50 60 70 80 90 100
کے درجات
بُرائی کے درجات
100 90 80 70 60 50 40 30 20 10 0
0 10 20 30 40 50 60 70 80 90 100
بُرائی کی آواز
100 90 80 70 60 50 40 30 20 10 0

Marfat.com

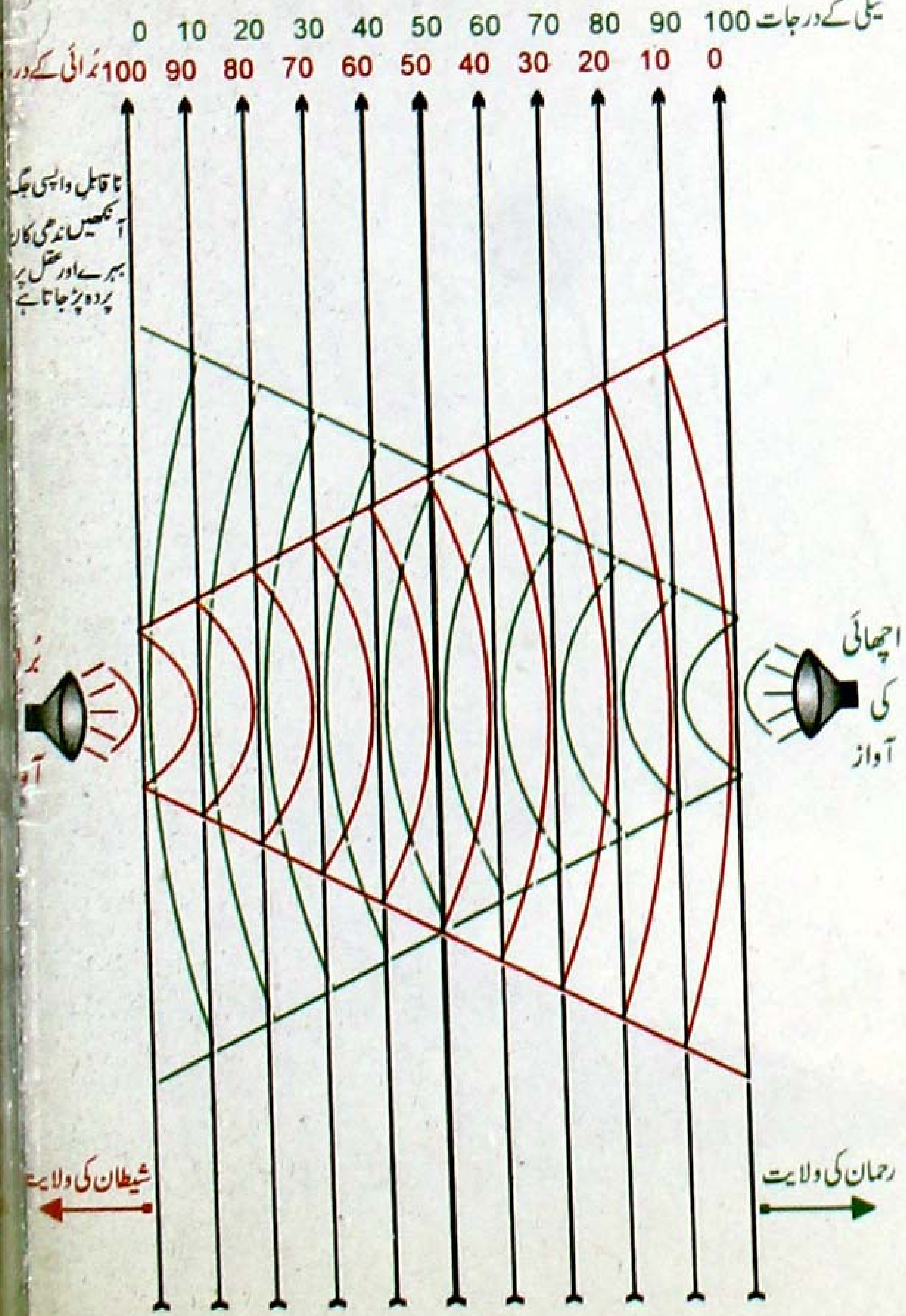

نیکی کے درجات
0 10 20 30 40 50 60 70 80 90 100
بُرائی کے در
100 90 80 70 60 50 40 30 20 10 0
نا قابلِ واپسی جگ
آنکھیں اندھی کا
بہرے اور عقل پر
پردہ پڑ جاتا ہے
اچھائی
کی
آواز
شیطان کی ولای
رحمان کی ولایت

Marfat.com

مغلوب کر کے تباہ و برباد کر کے نکال کر باہر پھینک دیتا ہے۔ یہ اصول حرام
اور حلال سے کمائے ہوئے مال خوراک اور جائیداد ہر ایک چیز پر مکمل طور پر
لاگو ہوتا ہے۔

م مال کے انسانی زندگی پر اثرات

ں کے طور ایک شخص کے پاس حلال کے ذریعے کمایا ہوا مال پڑا ہے اور کوئی دوسرا
ں اس کو نا جائز طریقے سے ہتھیا لیتا ہے تو مال نا جائز طریقے سے حاصل کرنے
لے شخص کیلئے حرام ہو جائے گا۔ اگر تو رحمٰن نے اپنے نیک بندے کو یہ مال اپنی
ں حالت میں واپس لوٹانا ہے تو اس پر شیطان کا کوئی بھی بس نہیں چلے گا۔ وگرنہ
ں رحمٰن کی مرضی سے کسی بھی حکمت کی وجہ سے شیطان کے حلقہ اثر میں حرام مال
طور پر غاصب کے پاس چلا جائے گا اور اب اس مال پر شیطان کا حکم چلے گا۔ اور
شخص نے یہ مال حاصل کیا ہے اس کو اس شخص کے رحمانی یا شیطانی درجات کی
سبت سے فائدہ یا نقصان پہنچانا شروع کر دے گا۔ حرام مال کے انسانی جسم اور
گی پر اثرات مندرجہ ذیل دو صورتوں میں بالکل مختلف ہونگے۔

حلال خور غالب نیک درجات والے انسان۔ ایک مکمل حلال خور اور گناہوں
سے پاک انسان کا جسم حلال ذروں سے بنا ہوتا ہے اور کسی قسم کا گناہ کرنا اس

Marfat.com

جسم کے ذریعے ممکن نہیں ہوتا۔ اگر کبھی اس انسان کا برائی کا ارادہ بن بھی جائے تو پھر اسکے ہاتھ پاؤں کانپنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جسم میں ایک اضمحلال پیدا ہو جاتا ہے۔ اصل میں اس وقت پورے جسم کے تمام ذرات گناہ یا برا کام کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور جب کسی بیرونی دباؤ کے زیر اثر دماغ برائی پر اصرار کرتا ہے تو وہ آگے سے مسلسل انکار کرتے ہیں اور نہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں اس وقت اس صورتحال میں جسم میں ایک بغاوت کا سا سماں ہوتا ہے۔ آخر کار اس جسم سے برائی یا گناہ سرزد نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر اسی جسم میں حرام مال خوراک کے ذریعے داخل کر کے کچھ تناسب حرام کا بھی پیدا کر دیا جائے تو پھر اس قسم کی بغاوت کے اثرات کمزور پڑ جاتے ہیں۔ اور حرام مال کا تناسب بڑھنے کے ساتھ ساتھ بغاوت بالکل ہی ختم ہوتی جاتی ہے اور بالآخر جسم مکمل اعتماد کے ساتھ برائی یا گناہ کرنا شروع ہو جاتا ہے۔

ایسے انسان کو حرام مال اس وقت تک ہرگز راس نہیں آسکتا جب تک وہ مکمل طور پر حرام کاری کی راہ اختیار کرنے کا فیصلہ نہ کرے اور اللہ تعالیٰ بھی اسکو اسکے حال پر مکمل طور پر چھوڑ دیں۔ چونکہ اس شخص کی جسمانی ساخت غالب طور پر حلال ذروں سے بنی ہوئی ہے حرام مال اس کے جسم کے اندر جاتے

Marfat.com

ہی ایک باغی غاصب فوج کی طرح اثرانداز ہوگا۔ جو جسم میں داخل ہوتے ہی پوری کوشش کرے گا کہ ایک حملہ آور فوج کی طرح اس جسم کے اوپر قبضہ کرے ان حرام مال کے ذروں کو احکامات وہدایات شیطان سے ملتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف اس جسم کے لئے یہ مکمل طور پر نا قابل قبول ہوگا اور اسی اثناء میں جسم میں ایک قسم کا جنگی ماحول برپا ہوگا اسکا واضح نتیجہ جسمانی صحت کی خرابی یا بیماریوں کی صورت نکلے گا۔ بصورت دیگر اگر حرام مال کی مقدار بہت زیادہ تھی اور حلال خور کا مدافعتی نظام کمزور یا مسلسل یکے بعد دیگرے حرام خوری کا سلسلہ چل پڑے تو پھر حرام مال کے ذرات ہضم ہوکر جسمانی نظام اور اعضاء پر قابض ہوکر حکمرانی شروع کر دیں گے جسم کے جس حصے میں بھی حرام ذرات کا غلبہ ہوگا انکو ہر قسم کا غلط اور حرام کاری والا حکم قبول ہوگا۔ بلکہ وہ اعضاء خود دماغ کو حرام کام سہل بنانے والے مشورے دیں گے۔

۲۔ حرام خور پست درجات والے انسان۔ ایسے انسان کے جسم پر حرام مال کی خوراک نہایت ہی اچھا اثر پیدا کرے گی اور اسکو جسمانی مضبوطی اور توانائی عطا کرے گی ساتھ ساتھ دماغ کو برائی کے خیالات کو اور زیادہ بہتر طریقے سے قبول کرنے کی اور فوری عمل کی صلاحیت بخشے گی۔ حرام کی خوراک کے

Marfat.com

ذرات کا حرام مال پر بنے، پلے بڑھے جسم میں داخلہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کسی ایک ملک کو ایک دوست ملک کی فوجی کمک پہنچا کر اور مضبوط کر دیا جائے۔

حرام مال کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ جب یہ حلال مال میں داخل ہوتا ہے تو پھر یہ اپنا سود لے کر باہر واپس نکلتا ہے۔ اکیلا خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا۔ جبکہ حلال مال حرام کے ساتھ مل کر کبھی فائدے میں نہیں رہتا بلکہ نقصان میں ہی رہتا ہے۔ مرضی سے حرام کی نگری میں داخل ہونے والے کو اگر واپس آنے کا موقع نصیب ہو جائے تو وہ پھر بہت نقصان کے ساتھ واپس آتا ہے۔ اصل میں اسکو حرام نگری سے واپس آنے کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور وہ قیمت تمام مال و اسباب جو کہ حرام مال یا ترقی کے دوران بنائی گئی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام حلال مال جو کہ برائی کے کاموں میں استعمال کر کے حرام کام کرنے کا عادی بنا دیا گیا ہو وہ سب واپسی کی قیمت بن جاتی ہے۔

حلال مال کے انسانی زندگی پر اثرات

حلال مال و رزق کے انسانی زندگی اور جسم پر اثرات مندرجہ ذیل دو صورتوں میں بالکل مختلف ہونگے۔

۱۔ حلال خور غالب نیک درجات والے انسان۔ ایسے انسان کے جسم کے اندر

Marfat.com

اور باہر حلال مال ہر طرح سے سود مند ہے اور کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائے گا بشرطیکہ زیادتی نہ کی جائے اور حدود کی پاسداری جاری رکھی جائے۔

۲۔ حرام خور پست درجات والے انسان۔ ایسے انسان کے لئے حلال مال ایک زہر کی طرح ہے اسکو ہرگز راس میں مزا نہیں آئے گا جب تک کہ مکمل توبہ کر کے حلال خوری کا راستہ اپنائے۔ حلال مال جونہی خوراک کے ذریعے اسکے جسم میں داخل ہوگا تو ایک قسم کا ہیجان خیز ماحول پیدا ہوگا جسکا نتیجہ بیماری یا ناسازیء طبیعت میں نکلے گا۔ اور یا پھر نیک خیالات کی صورت میں چونکہ اسکے جسم میں موجود تمام ذرات غالب طور پر حرام مال سے بنے ہیں لہٰذہ یہ ذرات حلال ذرات کو باہر نکال پھینکنے کی کوشش کریں گے لیکن اگر یہ شخص توبہ کر کے اچھے کام مسلسل شروع کرتا ہے تو پھر کچھ تکلیف کے ذریعے آہستہ آہستہ حلال کے ذرات اسکے جسم میں قبضہ جما کر ٹہرنا شروع ہو جائیں گے اور پھر جب حلال ذرات کی اکثریت جسم میں غالب آجائے گی تو پھر اسکا جسم آسانی کے ساتھ اچھائی والے کاموں کے احکامات ماننا اور انجام دینا شروع ہو جائے گا۔

Marfat.com

شیطانی راستہ

رحمانی طرزِ فکر پر مزید بات کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ شیطان سے بچاؤ کیلئے اس کی طرزِ فکر اور ہتھکنڈوں کو جان لیا جائے۔

شیطانی طرزِ فکر۔ یہ حسد اور انتقام سے مرکب ہے۔ چونکہ شیطان نے اپنی بے قابو انا کی وجہ سے انسان کے رتبے سے حسد کیا۔ اور اس حسد کی وجہ سے اپنے سے بہتر تسلیم نہیں کیا لہٰذا وہ ٹھکرا کر نیچے اتار دیا گیا۔ جب نیچے اتار دیا گیا۔ تو پھر اپنی مزید ناقص عقل کی وجہ سے انسان کو وجہ نقصان گردانا اور اس سے انتقام کے درپے ہو گیا۔ اگر ایک غلطی کے بعد اس کو انا پر قابو حاصل ہوتا تو وہ معافی مانگ کر دوبارہ رحم کا مستحق ہو سکتا تھا لیکن اپنی بے قابو انا کی وجہ سے پے در پے غلطی پر غلطی کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کو چیلنج کر بیٹھا اور قیامت تک کیلئے مہلت مانگ لی۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو بات بتا رہے ہیں کہ میں بطور خالق بہتر جانتا ہوں، لیکن وہ اس کو ماننے کیلئے تیار ہی نہیں ہے۔ بلکہ نعوذ و باللہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتا ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٣٤﴾ البقرہ ۳۴۔

اور جب کہا اللہ نے سجدہ کرو آدم کو تو انھوں (فرشتوں) نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار اور غرور کیا اور وہ انکار کرنے والوں میں سے ہو گیا۔

Marfat.com

اس جذبہء انتقام سے بھر پور تباہی کے راستے پر گامزن اس خودکش حملہ آور دشمن کے ہتھکنڈوں اور ہدف کو جاننے کے لیے دو چیزوں کا جاننا بہت ضروری ہے کہ پہلے اسکی نیت اور مقاصد کو جانا جائے اور پھر انسان کی کمزوری اور ممکنہ تباہی کو جانا جائے کہ وہ کیا اور کیسے ہو سکتی ہے۔ تو پھر ہم اس کے اہداف کا بہ آسانی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

شیطان کا مقصد۔ اسکا مقصد ہے کہ انسان کو اسکے عہدے کے لیے نا اہل ثابت کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں ہمیں بتا دیا ہے کہ شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے اور تمھیں بے حیائی اور برائی کی ترغیب دیتا ہے۔

لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ
وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ
خَلْقَ اللَّهِ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا
مُّبِينًا ﴿١١٩﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾

النساء ۱۱۸۔۱۲۰۔ ترجمہ۔ اللہ نے اس پر لعنت کی۔ لیکن اس نے کہا کہ میں آپکے بندوں میں سے ایک خاص تعداد کو لے لوں گا۔ میں ان کو گمراہ کروں گا اور ان میں جھوٹی خواہشات پیدا کروں گا میں ان کو مویشیوں کے کان چھیدنے کا کہوں گا اور اللہ کی پیدا کردا قدرت کو برباد کرنے کا حکم دوں گا۔ اور جو اللہ کے

Marfat.com

بدلے شیطان کو دوست رکھتا ہے اس کے لئے بہت بڑا خسارہ لکھا جا چکا۔ شیطان ان سے جھوٹے وعدے کرتا ہے اور ان میں غلط خواہشات پیدا کرتا ہے لیکن شیطان کے وعدے ایک فریب اور دھوکے کے علاوہ کچھ نہیں ہیں۔

شیطان کا طریقہ کار۔

شیطان نے انسانیت پر پہلا حملہ آدمؑ پر کیا اور ان کو جنت سے نکلوا دیا۔ پہلے وسوسہ ڈالا اور عدم تحفظ کا شکار کیا اور وہ غلطی کروالی جس سے اللہ نے منع کیا تھا۔ اس واقعہ کی مکمل تفصیل قرآن سے ملتی ہے۔

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَىٰ ﴿١٢٠﴾

سورہ طٰہٰ ۱۲۰۔ ترجمہ۔ لیکن شیطان نے وسوسہ ڈالا اور کہا اے آدم کیا میں تمھیں ہمیشہ کی زندگی کے درخت کے پاس لے جاؤں اور ایک ایسی بادشاہت میں جو کبھی ختم نہ ہو۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ﴿٢٠﴾

الاعراف ۲۰۔ ترجمہ۔ پھر شیطان نے ان کو وسوسہ ڈالنا شروع کیا تا کہ ان کی

Marfat.com

شرمگاہیں ان کو دکھا دے۔ جو ان سے چھپی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا کہ تمھارے رب نے صرف اس لئے اس درخت سے تمھیں منع کیا کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ کی زندگی نہ حاصل کر لو۔

يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ كَمَآ أَخۡرَجَ أَبَوَيۡكُم مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ يَنزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوۡءَٰتِهِمَآۚ إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمۡ هُوَ وَقَبِيلُهُۥ مِنۡ حَيۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡۗ إِنَّا جَعَلۡنَا ٱلشَّيَٰطِينَ أَوۡلِيَآءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤۡمِنُونَ ﴿٢٧﴾

الاعراف ۲۷۔ ترجمہ۔ اے اولادِ آدم کہیں شیطان تمہیں اس طرح نہ ورغلا لے جیسے اس نے تمھارے اباؤ اجداد کو جنت سے نکلوا کر ان کو ان کے لباس سے محروم کر دیا تھا۔ وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں اس جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں تم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ ہم نے شیاطین کو کافروں کا دوست بنایا ہے۔

یعنی وہ ہمیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے ہم اسکو نہیں دیکھ سکتے اور وہ بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ بہت زیادہ تیزی سے اور پورے گروہ کی شکل میں آپس میں مکمل کوارڈینیشن کے ساتھ حملہ آور ہوتا ہے۔ جب وسوسے اور شک کے بہت حملے ہوں تو انسان کا کام ہے کہ اللہ کے حکم مرضی اور پسند کے طریقے پر ڈٹا رہے۔ شیطان انسان سے کسی صورت میں بھی بہتر نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زیادہ بہتر بنایا ہے اسکو علم سے نوازا ہے بلند درجہ عطا کیا ہے شیطان کے پاس صرف

Marfat.com

معلومات میں برتری ہے کہ وہ انسانوں کے تعلقات خراب کرنے کے لیے اللہ کے ذکر سے غافل دلوں سے معلومات اکٹھی کر کے تازہ صورتحال کے عین مطابق تازہ وسوسے اور برے خیالات تیار کر کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ کچھ اس طرح کے مسلسل اتفاقات کے بعد انسان اس شکی معلوماتی ذریعے کو مستند مان کر اس پر پکا یقین کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں انسان کا دل اچھے خیالات کا دروازہ ہی بند کر دیتا ہے۔

چونکہ شیطان کو معلوم ہے کہ اس کا صرف چند بیوقوف گمراہ لوگوں پر بس چلے گا اور باقی اللہ کے بندوں پر اسکا بس نہ چل سکے گا اور واقعتاً ایسا ہی ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں بجا طور پر فرمایا کہ شیطان اب آپ ﷺ کی امت سے امید کھو بیٹھا ہے کہ وہ کوئی بڑی خرابی پیدا کر سکے لیکن ہمیں چھوٹی برائیوں سے بچنا چاہیے۔

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾ ال حجر ۴۲۔ اور میرے بندوں پر تجھے کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ سوائے ان کے جو تیری پیروی کریں۔

اب شیطان کا کام اس امت کے لوگوں سے اپنا چھوٹا سا ووٹ بنک بچانے

Marfat.com

کی کوشش ہے جس امت کے سردار کا کام شیطان کا ووٹ بنک توڑنا ہے اور یہی کام اللہ نے اس امت کو بھی سونپا ہے اس واضح صورت حال میں شیطان کا لائحہ عمل مایوسی اور غم کی حالت میں کچھ اس طرح ہے کہ۔

۱۔ کسی طرح ان ہدایت یافتہ یا ہدایت کے متلاشی سفر پر گامزن لوگوں کو قابو میں رکھا جائے کہ یہ لوگ باقی گمراہ لوگوں تک کسی طرح ہدایت پہنچا کر ان کو شیطان کے ہاتھوں سے نکال دیں۔

۲۔ اپنے لوگوں کو مسلموں سے ذہنی اور جسمانی طور پر دور رکھا جائے تاکہ گھل مل کر شیطان کے ایجنٹوں کو نہ توڑ لیں۔

ان دو مقاصد کے حصول کے لیے شیطان کے لیے مندرجہ ذیل کام لازمی ہو جاتے ہیں

۱۔ جب غیر مسلم مضبوط ہوں تو مسلمانوں اور ان میں ذہنی اور جسمانی فاصلہ کیلئے غلط فہمیاں اور دشمنی پیدا کر کے ان کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جائے۔ اور جب کمزور ہوں تو پھر منافقت کے ذریعے ان کو مسلموں پر پیرا سائٹ بنا کر پالا جائے۔

۲۔ مسلمانوں کے ہدایت پہنچانے کی قابلیت والے لوگوں کو ذاتی مسائل میں

Marfat.com

اس طرح الجھا کے رکھا جائے کہ وہ ان مسائل سے باہر نکل ہی نہ سکیں اور نہ ہی ذہنی طور پر ایسا سوچ سکیں۔ اس کام کیلئے مسلمانوں کے باہم جھگڑے فساد مال و دولت کی لالچ اور تقسیم کے جھگڑوں میں جکڑے رکھا جائے تاکہ وہ اپنے اصل کام امتِ وسط کے مشن کو بھول جائیں اور بھولے ہی رہیں۔

۳۔ مسلمانوں کے مالی وسائل اور طاقت کو آپس میں لڑا بھڑا کر کمزور کر دیا جائے تاکہ جب طاقت کمزور پڑ جائے گی تو پھر کفار یا شیطان کے پیروکار غالب رہیں گے۔ اور مسلمان مغلوب ہو جائیں گے۔ بلکہ لڑ بھڑ کر کمزور ہوتے جائیں گے۔ اور ان کو تبلیغ دین کا موقع ہی نہیں ملے گا۔ اور نہ ہی مسلموں کے زیر تسلط مال اور ذرائع دعوت حق اور شہادت علی الناس کیلئے خرچ ہو سکے گا۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ
وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

البقرہ ۱۴۳۔ اور ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہو۔

۴۔ مسلمانوں کو چھوٹی اخلاقی بیماریوں کے ذریعے کمزور رکھتے ہوئے کفار کو ترقی اور خوشحالی کی اس انتہا پر لیجایا جائے جہاں وہ

Marfat.com

ا۔ مسلمانوں کو ختم کرنے کے قابل ہو جائیں۔

ب۔ بچے کچے کمزور اور غریب مسلمانوں کیلئے آئیڈیل اور بھوک کا نجات دہندہ بن کر ان کو اپنے پیچھے لگالیں۔

ج۔ مسلمانوں میں کفر اور گمراہی کی تبلیغ کریں اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے روک سکیں۔

د۔ دنیا میں اللہ کی قدرت میں ایسے ایسے فساد اور بگاڑ پیدا کریں جنکا فرشتوں نے خدشہ ظاہر کیا تھا اور شیطان نے ان کو پورا کروا کے دکھانے کا وعدہ کیا تھا۔

ایسے کام کیلئے شیطان کے لئے لازم تھا کہ اپنے پیروکاروں میں عالمی حکمرانی کے اصول پیدا کئے جائیں۔ جو کہ دیانت داری، خلوص آپس کا اتحاد لین دین میں ایمانداری پر مبنی ہوں۔ شیطان نے پچھلے ہزار سال میں اس کام پر بڑی محنت کی اور دور حاضر میں اپنے مقصد کے حصول کے بہت قریب نظر آتا ہے۔

شیطانی راستے کا سفر

کوئی شخص جب اپنی بے قابو ذاتی انا کے ہاتھوں مجبور ہو کر علم بغاوت بلند کرتا ہے تو فوری طور پر باقی تمام پرانے باغی شیطان اس نئے دوست کے پاس

Marfat.com

پہنچنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے اس نئے دوست کی خاطر داری اور اس کو آداب بغاوت سے روشناس کرانا شروع کرتے ہیں اور اسکی مدد کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسا انسان آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے بے ایمانی کے مختلف درجوں سے گزر کر شیطان کا ولی بن جاتا ہے۔ اور اب اسکو ہر برائی اچھائی نظر آتی ہے۔ اس شخص سے شیطانیت کے علاوہ کچھ بھی سرزد نہیں ہو سکتا۔ ان کی ترقی کا سفر درج ذیل طریقے کے مطابق ہوتا ہے۔

تیسرے درجے پر فائز ہونا۔ سب سے پہلے وہ اللہ کے ذکر سے غفلت برتنے پر اس کا دل مکمل طور پر شیطان کے قبضے میں آجاتا ہے وہ اچھائی کو دل سے بُرا سمجھنا شروع ہو جاتا ہے اور ہر برائی کو بہت اچھا۔ چونکہ ابھی تک اسکا منہ، آنکھیں اور بازو، ٹانگیں شیطان کے قبضے میں نہیں آئیں۔ یہ ابھی تک رحمانی بات پسند کرتے ہیں اور غلط بات ماننے میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ لہذا یہ شخص ان کو استعمال نہیں کر سکتا۔ اور ان کے استعمال میں جھجک محسوس کرتا ہے۔ جھجک ان اعضاء کے احتجاج کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

دوسرے درجے میں ترقی۔ تیسرے درجے میں کچھ عرصہ مستقل قیام اور اچھائی کی طرف واپسی کی تمام دعوتوں کو کامیابی سے ٹھکرانے کے بعد جب قلب میں مزید

Marfat.com

بے یقینی اور شک کی طاقت پیدا ہوتی ہے اور قلب تمام اعضاء کو مسلسل برائی کی ترغیب دیتا رہتا ہے تو پہلے زبان تھک ہار کر احتجاج ختم کر کے برائی کا ساتھ دینا شروع کر دیتی ہے اور اچھائی، نیکی اور نیکوکاروں کے خلاف کلمہ، باطل جاری ہو جاتا ہے اچھائی کو ذلیل و رسوا کر کے ختم کرنے کے لیے اس کی زبان مکمل طور پر شیطان کے قبضے میں آ جاتی ہے۔ اگر اچھائی کو ختم نہیں کر سکتا تو زبان کے ساتھ تکلیف تو ضرور پہنچاتا ہے۔ چغلی، غیبت، بہتان، کیچڑ اچھالنا اس کے ہتھیار بن جاتے ہیں۔

اوّل درجے میں ترقی۔ دوم درجے میں کچھ عرصے کامیابی کے ساتھ قائم رہنے کے بعد زبان کے بعد بازو ٹانگیں اور باقی جسم بھی احتجاج ترک کر کے جب بُرائی کے کاموں میں دل کا ساتھ دینا شروع ہو جاتا ہے تو پھر اوّل درجے میں ترقی مکمل ہو جاتی اور مسلسل ثابت قدمی دکھانے سے بازو ٹانگیں اور باقی جسم بھی مکمل طور پر شیطان کی مرضی کے مطابق کام کرنا شروع ہو جاتے ہیں اور جب یہ مکمل طور پر اس کے قبضے میں آ جاتے ہیں تو پھر اس کے پورے جسم سے شیطان دیکھتا، عمل کرتا، اور سنتا ہے۔ اس کی تمام جسمانی ذہنی اور مالی صلاحیتیں برائی پھیلانے اور اچھائی کو مٹانے پر لگ جاتی ہیں حرام مال اور ذرائع اس کی خوراک بن جاتے ہیں۔ اب اس کے دو ہی کام ہیں کہ اپنے جان و مال سے برائی پھیلانا اور اچھائی کو روکنا۔

Marfat.com

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ؗ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۷﴾

البقرہ ۷۔ اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی سماعت پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

شیطان کی ولایت۔ اب اس شخص کی ثابت قدمی کا امتحان لیا جاتا ہے جس میں کامیابی اور ثابت قدمی کے بعد اسکی مالی جسمانی دُنیاوی امداد کے راستے حرام مال سے کھل جاتے ہیں اور اس کی روحانی امداد شیطان کے ذریعے شروع ہو جاتی ہے۔ اب شیطان اسکے دل، زبان اور مکمل جسم کو قابو کر لیتا ہے اور اسکی ہر سوچ ہر لفظ اور ہر حرکت انسانیت کے لیے نقصان دہ اور تکلیف سے بھرپور ہو جاتی ہے۔ اسکی آنکھوں سے اب شیطان دیکھتا ہے۔ اسکی زبان سے شیطان بولتا ہے یعنی اسکی زبان سے شیطان کی مرضی کے الفاظ نکلتے ہیں اور اسکے ہاتھوں اور پیروں سے شیطانی عمل سرزد ہوتے ہیں۔ اور اسکے ہاتھ، پیر، دل اور زبان شیطان کا کھلونا بن جاتے ہیں۔ اور اسکا مال شیطانی کاموں کو ترقی دینے والے کاروباروں میں خرچ ہوتا ہے۔ تمام نیک انسانوں کو نیکی سے روکنا یا کوشش کرنا اور برائی کے علم بردار کی حیثیت سے برائی کا پرچار اس کا اولین فریضہ بن جاتا ہے اور ناکامی کی صورت

Marfat.com

میں نیک انسانوں کو خوب تکلیف پہنچاتا ہے۔ اب اس کے تین کام ہیں کہ اپنے جان و مال سے برائی پھیلانا اور اچھائی کو روکنا تمام بروں کے لیڈر کے طور پر برائی کو قائم رکھنے کے لئے دور اندیشانہ منصوبہ بندی کرنا اور تمام برائی کے پیروکاروں کو اکٹھا کر کے برے کام میں لگانا۔

شیطان کے یہ ولی یا ایجنٹ جہاں بھی ایمان والوں کو دیکھتے ہیں یا دیکھیں یا ملیں گے تو تکلیف پہنچائیں گے لیکن جب اللہ کے ولی یا ایجنٹ اول درجے پر فائز ہو کر اللہ کے حکم کے مطابق طاقتور ہوں گے تو پھر یہ اسکو دیکھ کر اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے بلکہ تکلیف اور کرب میں مبتلا ہو کر تڑپیں گے۔ اور طریقہ کار بدل کر منافقت کے ساتھ اللہ کے بندوں کے اندر گھل مل کر ان کو کمزور کرنے کی کوشش کریں گے۔ شیطان کے ان اولیاء کا بس ایک ہی علاج ہے کہ ان سے طاقت چھین کر ان کو مفلوج کر دیا جائے اور مسلسل طاقت سے محروم رکھا جائے تاکہ یہ برائی کے تیسرے درجے میں رہتے ہوئے کسی کے لئے نقصان دہ نہ رہیں۔

فِی قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا
يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ
مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴿١٢﴾

البقرہ ۱۰، ۱۱، ۱۲۔ ترجمہ۔ ان کے دل میں مرض ہے اور اللہ نے ان کے مرض

Marfat.com

کو اور بڑھا دیا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھلاؤ تو کہتے ہیں کیوں ہم تو صرف امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور یقیناً وہ ہی ہیں جو فساد پھیلاتے ہیں لیکن وہ شعور نہیں رکھتے (ان کو معلوم نہیں ہے)۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ البقرہ ۱۸۔ ترجمہ۔ گونگے ہیں بہرے ہیں اور اندھے ہیں اور وہ واپس نہیں آئیں گے۔

وَقَالَ الشَّيْطَٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَٰنٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾

سورہ ابراہیم ۲۲۔ اور شیطان فیصلے کے وقت کہے گا۔ کہ اللہ کا وعدہ سچا تھا۔ میں نے بھی وعدہ کیا تھا لیکن میں ناکام ہو گیا۔ میرا تم پر کوئی اختیار نہ تھا سوائے بتانے کے لیکن تم نے میری بات مانی اب مجھ پر ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ میں تمھاری پکار نہیں سن سکتا اور نہ تم میری پکار سن سکتے ہو۔ میں تمھارے پچھلے اعمال میں مجھے اللہ کے ساتھ منسوب کرنے کو رد

Marfat.com

کرتا ہوں۔ بیشک ظلم کرنے والوں کیلئے المناک سزا ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَٰنِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَٰنِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّى بَرِىٓءٌ مِّنكَ إِنِّىٓ أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَٰلَمِينَ ﴿١٦﴾ الحشر ۱۶۔

جس طرح شیطان کی مثال ہے انسان کو کہتا ہے کہ کفر کرو مگر جب وہ کفر کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تم سے آزاد ہوں میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

انسان کی طرف سے خودکشی کی اتنی بڑی قربانی اور انتہا درجے خلوص کے باوجود شیطان انسان کو کچھ نہیں دے سکتا اور نہ دینا چاہتا ہے۔ سوائے اس کے کہ دھوکہ دے کر پھنسوانے کے بعد چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اسی طرح کی ایک مثال غزوہ بدر میں پیش آئی جب شیطان کافروں کو خوب بھڑکا کر مسلمانوں کیخلاف لڑانے کیلئے لایا تھا۔ اور اللہ کی مدد فرشتوں کی صورت میں دیکھ کر ان کو مرنے کیلئے چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ایک غزوہ میں شیطان کے اولیاء سے مقابلے کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم مسلمانوں کے لئے مندرجہ ذیل تھا۔

الَّذِينَ ءَامَنُوا يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ الطَّٰغُوتِ فَقَٰتِلُوٓا أَوْلِيَآءَ الشَّيْطَٰنِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَٰنِ كَانَ ضَعِيفًا ﴿٧٦﴾

النساء ۷۶۔ ترجمہ۔ جو ایمان رکھتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں قتال (جہاد) کرتے

Marfat.com

ہیں اور جو کفر کرتے ہیں وہ طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں لہذا قتال کرو شیطان کے اولیاء سے اور بے شک شیطان کی تدبیریں کمزور ہوتی ہیں۔

غزوہء بدر کے وقت شیطان نے اپنے اولیاء کو اس طرح دھوکہ دیا کہ

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾

الانفال ۴۸۔ اور یاد کرو شیطان نے ان کو ان کے برے اعمال ان کیلئے بہت خوشنما بنادئے تھے اور وہ بتایا تھا کہ آج کے دن انسانوں میں سے کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا میں تمہارے ساتھ ہوں مگر جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو وہ اپنی ایڑیوں پر الٹا پھر کر بھاگ نکلا۔ (اور کہا) میں تم سے علیحدہ ہوں اور میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سزا دینے میں بہت سخت ہیں۔

شیطان اپنے اولیاء کو کیوں دھوکہ دیتا ہے۔ شیطان کا اپنے اولیاء سے اصل کام اچھائی کو رکوانا اور اچھوں کو برا بنانا اور برائی کو پھیلانا ہے۔ اس کام میں ناکام ہونے پر شیطان کو اپنے ان پیشرووں کو دھوکہ دے کر مروانے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے جب۔

Marfat.com

۱۔ شیطان کے ولی مغلوب ہونے والے ہوں۔ تو اس وقت شیطان کو خطرہ پڑ جاتا ہے کہ جتنا کام ان سے لینا تھا وہ تو لے چکا اب مسلمانوں کے زیرِ اثر کہیں وہ ہدایت کا راستہ نہ پکڑ لیں اور اس کا بنا بنایا ووٹ نہ ٹوٹ جائے۔ لہذا وہ ان کو فوری طور پر کوئی بیوقوفی کروا کر مروانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس ضمن میں حضرت علی کی مثال سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب آپؓ ایک کافر کے ساتھ لڑتے ہوئے اس کی چھاتی پر سوار ہو کر اس کو ختم کرنے لگے تو اس نے آپؓ کے چہرے پر تھوک دیا۔ اور آپؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔ یعنی شیطان نے پوری کوشش کی کہ وہ اپنی بیوقوفی سے مارا جائے۔

۲۔ اپنا کام مکمل طور پر لے لینے کے بعد، جب شیطان کے ولی مکمل طور پر دنیا میں غالب آ جائیں اور جب مکمل دنیا میں برائی پھیل جائے اچھے لوگ ڈر کے مارے اچھائی کرنا چھوڑ دیں۔ تب شیطان ان کو ایسے کام کرنے پر اکساتا ہے جس سے وہ اللہ کی قدرت میں خلل پیدا کر کے اللہ کو بے چین کر دیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ ان سب کو اس بڑے جرم کی سزا میں ختم کر دیں۔ اور ان گمراہوں کے مرنے سے شیطان کا ووٹ بنک

Marfat.com

اور بڑھ جاتا ہے۔

انسان فطری طور پر برائی نہیں چاہتا صرف دنیاوی لالچ میں دنیا حاصل کرنے کیلئے ایسا کرتا ہے اور اسی مہم میں شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب انسان کو سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے تو پھر وہ بھی اچھائی کی طرف مڑنا چاہتا ہے۔ لہذا جب شیطان محسوس کرتا ہے کہ اب انسان سے پورا کام لے لیا ہے اور اب یہ اس کے ہاتھ سے جانے لگا ہے تو اس کو مروا کر کم از کم ایک ووٹ تو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

شیطان کے زیر اثر انسانوں کی طاقت کا سرچشمہ

تمام شیطان صفت انسانوں میں کوئی فالتو شیطانی طاقت نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ مکمل طور پر انسانی طاقت ہی ہوتی ہے۔ چاہے وہ جادوٹونے کی شکل میں ہو جسمانی طاقت میں نشانہ بازی دہشت گردی قتل و غارت ڈاکہ زنی اور لوٹ مار ہو یا ذہنی صلاحیت کے استعمال سے خطرناک ترین تباہ کن ترین اور فساد کی انتہا کو چھونے والے منصوبے ہوں۔ شیطان کا کام صرف وسوسہ ڈال کر برائی کی سمت میں انسانی سوچ اور تمام طاقتوں کو لگانا ہے۔ تا کہ وہ اللہ سے کیے ہوئے چیلنج کی کامیابی کے لیے انسان کو فسادی اور خون خرابے باز ثابت کر سکے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر ان

Marfat.com

تمام برائی کے کاموں میں استعمال ہونے والی زبردست طاقت انسانی ہی ہے تو پھر
اس کا اصل محرک کیا ہے۔ اگر یہی طاقت رحمانی کاموں میں صرف ہوتی تو پھر پوری
دنیا میں کتنا بڑا انقلاب آ سکتا ہے۔ ان شیطان صفت انسانوں کی فسادی قوتوں کے
پیچھے اصل محرک شیطان اور اس کے وسوسے ہیں۔ اگر شیطان کو کاٹ کر انسان سے
دور کر کے الگ کر دیا جائے اور ساتھ ساتھ وسوسوں کا راستہ روک دیا جائے تو پھر
کتنے زیادہ قابل انسان رحمانیت کے جھنڈے تلے آ کر اس دنیا میں انقلاب برپا کر
سکتے ہیں۔ ایسے انقلاب کے لئے مندرجہ ذیل کام لازمی ہیں۔

۱۔ انسان کا شیطان سے رابطہ کاٹا جائے۔

۲۔ انسان کے دل کو شیطان کے وسوسوں سے محفوظ کیا جائے۔

۳۔ اچھائی اور برائی کی پہچان کرا کر اچھائی کی دعوت دی جائے۔

۴۔ پچھلی سیاہ کاریوں پر اللہ کی معافی کی یقین دہانی کرائی جائے۔

وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا
رَّحِيمًا ﴿١١٠﴾ النساء ۱۱۰۔

ترجمہ۔ اگر کوئی گناہ کرے یا اپنے اوپر کوئی ظلم کرے اور پھر اللہ سے معافی
مانگ لے تو وہ اللہ کو بڑی رحمت کرنے والا اور بڑا معاف کرنے والا پائے گا۔

Marfat.com

ان لوگوں کے لئے توبہ کا دروازہ زندگی کے دوران اس وقت
کھلا ہے کہ جب تک اللہ کی پکڑ نہیں آ پہنچتی جسکا وقت اللہ ہی
جانتے ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو جلد ہدایت پہنچانی چاہئے کہ کہیں ا
وقت نہ آ جائے۔ اور آپکو ملا ہوا موقع نہ ضائع ہو جائے۔

● وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ
أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ (۱۳۳)

ال عمران ۱۳۳۔ ترجمہ۔ اپنے رب سے معافی مانگنے میں دوڑو (دوسروں
بازی لو) اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی زمینوں اور آسمانوں سے
زیادہ ہے جو تیار کی گئی ہے متقیوں (نیکوں) کے لئے۔

۵۔ انسانی رتبے کی اہمیت اور انسان کے اصل کام سے روشناس کرایا جائے۔

۶۔ نیک مگر کمزور انسانوں کو اپنی بے پناہ خفیہ قابلیتوں کا احساس دلایا جائے۔

۷۔ سب کی کوششوں اور وسائل کو یکجا کر کے اصل ضرورت کی جگہوں پر لگایا
جائے۔

Marfat.com

حفاظتی وظائف

[حف]اظت کیلئے اللہ کے کلام سے وظائف کا استعمال تو بہت ضروری ہے لیکن عمل کیلئے [بھ]رپور کوشش کرنا انسان کے ہی اختیار میں ہے۔ لہٰذا یاد رکھنے کی بات ہے کہ اعمال [ک]ا وزن وظائف سے زیادہ ہے۔ اور وظائف اعمال کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اعمال کے بغیر نہیں۔ اعمال کے بغیر یہ عذاب بھی بن سکتے ہیں

انسانی جسم میں زبان صرف ایک یا دو فیصد سے زیادہ حصہ نہیں ہے۔ عمل تمام [ا]عضاء کی حرکتوں کے مجموعے سے بنتا ہے جس میں دماغ زبان ٹانگیں اور بازو شامل ہیں۔ جب یہ سب مل جل کر رحمانی عمل کرتے ہیں تو پھر اثر پیدا ہوتا ہے۔ دماغ اچھائی سوچتا ہے، زبان اچھائی بتاتی ہے اور ٹانگیں بازو وہی عمل کر کے دکھاتے ہیں تو پھر دیکھنے والے بھی اثر لیتے ہیں اور اللہ بھی خوش ہوتے ہیں اور زبان اور سوچ کو تاثیر عطا فرماتے ہیں۔ اگر حرام اور حلال میں تفریق برقرار رکھی جائے اور حرام مال کھانے سے بچا جائے۔

سورۃ فلق اس سورہ میں اللہ تعالیٰ تمام چیزوں میں شر کی موجودگی، شیطان کے حسد اور اس کے گروہ میں شامل گرہوں پر پھونکنے والیوں کے تمام قسم کے شر اور برائیوں کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے اپنی پناہ حاصل کرنے کے لیے نصیحت

Marfat.com

کرتے ہیں۔ اس سورہ کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ ایسے فرشتوں کو حفاظت پر مق

دیتے ہیں جو گرہوں پر پھونکنے والیوں اور حاسدوں اور اندھیرے کے شر سے

رکھتے ہیں۔ اس سورہ کو پڑھ کر گردن کی جڑ کے مقام پر پھونکنا چاہئے۔

سورہ الفلق

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ﴿١﴾ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿٢﴾ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾ وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّـٰثَـٰتِ فِى ٱلْعُقَدِ ﴿٤﴾ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾

کہو میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ جو کچھ بھی تخلیق کیا گیا اس کے شر

اور رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں پر پڑھکر پھونکنے والیو

کے شر سے۔ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔ (آمین)

سورہ الکافرون۔ اس سورہ کو پڑھ کر سینے کے دائیں طرف پھونکنا چاہئے۔

قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿١﴾ لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾ وَلَآ أَنتُمْ عَـٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَآ أَنتُمْ عَـٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ ﴿٦﴾

ترجمہ۔ کہد

اے کافرو۔ میں تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کروں گا۔ اور نہ تم اس کی عباد

کرو گے جس کی میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کر

گا۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرو گے جس کی میں کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا د

ہے اور میرے لئے میرا دین۔

Marfat.com

ۃ النایں۔ اس سورہ میں خناس کے گروہ کے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی
ے لیے ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ جنوں اور شیطان کے ساتھی انسانوں پر مشتمل
ہ اوران کی ٹیلی پیتھی کی قابلیت کے بارے میں بتاتے ہیں جس کے ذریعے
سان کے سینے میں وسوسے ڈالتا ہے پریشان کرتا ہے اور پھر عدم تحفظ کا شکار
ے برائی کی طرف مائل کرتا ہے (یعنی ہاتھ پاؤں استعمال کرنے کی رغبت ڈالتا
ا۔اس سورہ کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ ایسے فرشتوں کو حفاظت پر معمور کردیتے
وانسان کے قلب کو شیطان اور شیطان صفت وسوسے ڈالنے والے ٹیلی پیتھی
ابلیت کے شیطانوں کے شر سے محفوظ فرماتے ہیں۔اس سورہ کو پڑھ کر دل
ماتی کے دائیں مقام کے پر پھونکنا چاہیے۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ﴿١﴾ مَلِكِ ٱلنَّاسِ ﴿٢﴾ إِلَٰهِ ٱلنَّاسِ ﴿٣﴾ مِن شَرِّ ٱلْوَسْوَاسِ ٱلْخَنَّاسِ ﴿٤﴾ ٱلَّذِى يُوَسْوِسُ فِى صُدُورِ ٱلنَّاسِ ﴿٥﴾ مِنَ ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ ﴿٦﴾

سورۃ الناس۔ترجمہ۔کہو میں انسانوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔انسانوں
کے مالک کی۔انسانوں کے اللہ کی۔خناس کے وسوسوں کے شر سے۔جو کہ
انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔اور جو جنوں اور انسانوں میں سے

Marfat.com

سورہ اخلاص۔ اس سورہ کو تین مرتبہ پڑھ کر ماتھے کے مقام پر پھونکنا چاہیے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿٤﴾

سورہ اخلاص۔ترجمہ۔کہواللہ ایک ہے۔اللہ بے نیاز ہے۔اسکی اولادنہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔اور کوئی اس کے برابرنہیں ہے۔

سورہ مسد (لھب) جن نیک نیت اور نیک صفت اشخاص کی اولادیں سا دوست شیطان کا شکار ہو کر نقصان پہنچا رہے ہوں یا فساد پر تلے ہوئے ہو شیطان سے وقتی طور پر دور کرنے اور شیطان کے شر سے بھرپور مشوروں سے کرنے کے لیے یا انکی شیطان سے دوستی توڑنے کے لیے سورۃ مسد انیس مرتبہ اوّل آخر گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھکر دم کرنے سے شیطان سے د ٹوٹ جاتا ہے۔اب اس شخص پر منحصر ہے کہ وہ کس راہ کو اختیار کرنا چاہتا ہے اس کو اچھائی کے راستے کی طرف دعوت دی گئی ہے۔سفر تو نیک یا بداعمال سے شروع ہوتا ہے۔بہرحال دائمی نہیں تو وقتی اثر ضرور پڑے گا۔ تمام حق کی کرنے والے حضرات کامیابی کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی اس تلوار سے مستفید ہو ہیں۔اس سورہ کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ ایسے فرشتوں کو معمور کرتے ہیں جو

Marfat.com

شیاطین اور شیطان صفت روحوں کیساتھ اس سورہ میں مذکور واقعہ جیسا سلوک
رتے ہیں۔ جس کی وجہ سے انکا قریب رہنا ممکن ہی نہیں رہتا۔ لیکن اگر انسان پھر
کے ذکر سے غفلت برتے گا تو پھر اور شیاطین مسلط ہو جائیں گے۔

تَبَّتْ يَدَآ أَبِى لَهَبٍ وَتَبَّ ﴿١﴾ مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُۥ وَمَا كَسَبَ ﴿٢﴾ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿٣﴾ وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ ﴿٤﴾ فِى جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍۭ ﴿٥﴾ سورہ مسد

مہ۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوا۔ اس کے کام نہ آیا اس کا
اور جو اس نے کمایا۔ عنقریب وہ داخل ہو گا شعلے مارتی ہوئی آگ میں اور اس کی
ی لادنے والی (ہوگی) ایندھن۔ اس کی گردن میں کھجور کی چھال کی رسی (ہوگی)

سورہ المومنون کی ان آیات کو اکیس مرتبہ اور اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف
ساتھ پڑھکر دم کرنے سے شیطان سے واسطہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے وسوسوں
ے حفاظت اور قربت سے نجات میسر آتی ہے۔

وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَٰتِ ٱلشَّيَٰطِينِ ﴿٩٧﴾
وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ﴿٩٨﴾ المومنون ۹۷،

اور کہو اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے۔ اور
میں اس چیز سے بھی پناہ مانگتا ہوں اے میرے رب کہ وہ میرے قریب بھی آئیں

Marfat.com

انسانی زندگی کے فکری مسائل

انسان کے تمام اقدام کے پیچھے تین محرکات یا ان میں سے کسی ایک کا ہونا لازمی ہے تباہی کا خوف، عدم تحفظ اور تحفظ یا فلاح۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ دور اندیشی کے پیش نظر ہو یا وقتی فائدے کی خاطر۔ وقتی فائدے نقصان کی حد اس دنیاوی زندگی کی حدود کو پار نہیں کرتیں لیکن دور اندیشی کی حدود اس دنیاوی زندگی کے مستقبل قریب سے شروع ہو کر آخرت کی زندگی تک چلتی ہے۔ لیکن وہ بے چین ہو کر آخرت کو بھول جاتا ہے اور اسی دنیا میں سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

تباہی

۱۔ انسان یا کسی بھی مخلوق کی تباہی اس چیز میں ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک پالنے والے سے دور ہو جائے چاہے کسی بھی طرح سے یعنی بغاوت کے ذریعے غفلت کے ذریعے۔ دوری نگہداشت سے محروم کر دے گی اور پھر جب ورغلانے والے دشمن موجود ہوں تو وہ دوری پیدا ہونے کے بعد وحشی درندوں کی طرح آور ہو جائیں گے۔ بلکہ وہ تو ہر وقت اس طاق میں بیٹھے ہوتے ہیں کہ کوئی اللہ سے دور ہو کر قابو آئے۔

۲۔ انسان صرف ایک مخلوق ہی نہیں ہے بلکہ ایک نائب یا مینیجر بھی ہے۔ تو اس کے لئے اضافی ذمے داری کی وجہ سے مالک سے رابطہ رکھنا اور بھی زیادہ ضروری

Marfat.com

ہے۔ اگر رابطہ نہ ہوگا تو انتظام چلانے میں گمراہی کا امکان بڑھ جائے گا۔

۳۔ بطور مخلوق کے خود گمراہ ہونا ایک چھوٹا جرم ہے لیکن بطور مینیجر کے جو کافی ساری اور مخلوقات کا لیڈر رہوتا ہے۔ اگر وہ گمراہ ہو جائے تو پھر وہ باقی تمام طفیلیوں کو بھی لے ڈوبے گا۔ ایسے شخص کا جرم اور بھی زیادہ شدید ہو جاتا ہے اور وہ انتہائی شدید سزا کا حقدار ہو جاتا ہے۔

۴۔ غرض مختصر بات یہ کہ انسان کی تباہی اللہ تعالیٰ سے رابطہ توڑنے سے شروع ہوتی ہے اور بغاوت یا گمراہی پر ختم ہوتی ہے۔ چاہے معصومیت میں غفلت سے ہو یا جان بوجھ کر فرعونی طرز فکر سے ہو۔ زیادہ تر انسان یہ جانے بغیر ہی اس دنیا سے امتحان دے کر فارغ ہو جاتے ہیں کہ شاید ان کی زندگی ان کے اپنے قابو میں چلتی رہی ہے۔ اس لئے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ انسان کی زندگی کس طرح اس کے قابو سے نکل جاتی ہے۔

ابولہب اور اس کے گروہ کی مثال میں کیا ہوا کہ جو لوگ (شیطان کے ولی) ہارے گئے وہ اپنا ہدایت کا دروازہ مکمل طور پر بند کرتے ہوئے شیطان کے ساتھ ہمیشہ سزا پانے والے گروہ میں شامل ہو گئے۔ ایسے کاموں پر ان کی سزا تو یہی ہے۔ مگر چند اور انسان ضائع ہو گئے شیطان کا قافلہ کچھ اور بڑھ گیا۔

Marfat.com

عدم تحفظ۔ انسان کو یہ مکمل طور پر باور کر لینا چاہیے کہ اسکی پناہ گاہ صرف اللہ کے پاس ہے اللہ سے دوری میں نہیں گناہ گاری کا راستہ اختیار کرے یا پرہیز گاری کا، مڑ کر واپس اسے اللہ تعالیٰ کے پاس ہی جانا ہے۔ تو پھر کیوں نہ بہتر اور باعزت طریقے سے اللہ تعالیٰ کے پاس مڑ کر پہنچا جائے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾

البقرۃ ۱۵۵۔ ترجمہ۔ اور یقین رکھو کہ ہم تمہیں خطرہ اور بھوک جان و مال اور پھلوں کے نقصان میں ڈال کر تمھارا امتحان کریں گے۔ اور صبر کرنے والوں کے لئے خوش خبری ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ

الانبیاء ۳۵۔ اور ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور ہم تمہیں اچھائی اور برائی دے کر امتحان لیتے ہیں۔ اور تم نے آخر تو ہمارے پاس ہی آنا ہے۔

شیطان انسان کو دنیاوی زندگی کے بارے میں شک کے ذریعے عدم تحفظ کا شکار کر کے مجبور کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا راستہ اختیار کرے اور جونہی انسان ایسا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے کٹ جاتا ہے اور شیطانوں کے دائرہ اختیار میں

Marfat.com

چلا جاتا ہے لہذا یاد رکھنے کی بات ہے کہ تحفظ ہو یا عدم تحفظ، غربت ہو یا امارت، جان خطرے میں ہو یا محفوظ ہو اللہ تعالیٰ کا ساتھ نہیں چھوٹنا چاہیے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھنے سے قائم رہتا ہے۔ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار شک ہے وہ دل میں وسوسوں کے ذریعے براہ راست انسان پر حملہ آور ہو کر شک پیدا کرتا ہے۔ اور شک پڑنے کے بعد زیادہ تر کام انسان خود ہی کر لیتا ہے۔

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (۲۶۸)

البقرہ ۲۶۸۔ اور شیطان تمھیں غربت سے ڈرا کر فحاشی کی طرف مائل کرتا ہے اور اللہ تم سے مغفرت اور اپنے فضل کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور ہر چیز کا علم رکھنے والے ہیں۔

فلاح یا تحفظ۔ اللہ تعالیٰ نے تو بہت کھل کر قرآن میں بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس دینے کے لیے کیا کیا ہے انعامات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ وہ پیدا کرنے والے ہیں اور مالک ہیں اگر چاہیں تو ایک انسان یا ایک محل یا گھر تو کیا اس طرح کی پوری کائنات بمع انسانوں کے مکمل طور پر ایک انسان کو بنا کر دے سکتے ہیں بس صرف یہ وقت (دنیا کی زندگی) انعام و اکرام کا نہیں ہے۔ بلکہ صبر کے ساتھ امتحان

Marfat.com

دینے کا وقت ہے۔ انعام کا وقت اس دنیا کے بعد آخرت کی زندگی میں ہوگا۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی نا قابل یقین حد تک خطرناک ہے۔ جبکہ شیطان کے پاس کیا ہے تباہی کی ابدی زندگی اور اس دنیا کے عیش کیلئے چور دروازے استعمال کرنے کے مشورے جو انسان کو سزا کا مستحق بنا دیتے ہیں۔ یہ دنیا بھی تو رحمان کی ہے رحمان کے سعادت مند بندے اس دنیا کی زندگی میں بھی اسلامی قوانین کے مطابق محنت کے ذریعے حلال رزق سے عیش کی زندگی اور آخرت میں اس سے بھی کہیں زیادہ انعام کی زندگی پاتے ہیں۔

مشورہ ماننے یا نا ماننے کا اختیار تو انسان کے پاس ہے کہ کس کی بات مانے رحمان کی یا شیطان کی لیکن یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ہمیں جاننا چاہئے کہ ہمارے ساتھ مخلص کون ہوسکتا ہے۔ ہمیں پیدا کر کے پچھلے عالم سے اس عالم میں لا کر پالنے والا۔ اور اس عالم سے اگلے عالم تک لے جا کر وہاں بھی پالنے والا۔ یا اس کے مقابلے میں ہمارے بلند درجے سے حسد کر کے حکم عدولی کر کے سزا پانے والا زخم خوردہ بیوقوف شیطان جو اپنا برا بھلا بھی ٹھیک طرح نہیں سوچ سکتا۔

انسان کے لیے اصل مسئلہ ہے ایک لمبی نہ ختم ہونے والی خوشگوار زندگی جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

Marfat.com

وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ﴿١٢٢﴾

النساء ۱۲۲۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور صالح عمل کیئے ان کو ہم جلد ہی جنت میں داخل کریں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے سچا وعدہ کس کا ہو سکتا ہے۔

اب ایسے کبھی ختم نہ ہونے والے مقام یا رتبے کے لیے جانچ پڑتال اور کردار کا معیار بھی بہت بلند چاہیے تھا لہذا یہ دنیا کی زندگی ایک امتحان کے طور پر مقرر کی گئی اور اس امتحان کا وقت، اصل کائناتی وقت میں تو ایک چھوٹا ٹکڑا ہے لیکن امتحان کے لیے اسکو اللہ تعالیٰ نے کھینچ کر بہت لمبا محسوس ہونے والا کر دیا ہے لیکن جب وقت گزرنے کے بعد مڑ کر ہم اسکو دیکھتے ہیں۔ تو چالیس یا پچاس سال کی پوری زندگی لمحوں میں گزری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس زندگی میں اچھائی یا برائی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اچھائی تو سب کو پسند آتی ہے لیکن برائی یا تکلیف پر سب بلبلا اٹھتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ برائی اور تکلیف غم وخطرہ اور نقصان بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تو پھر ہمیں نہ تو پریشان ہونا چاہیے اور نہ فکر مند کیونکہ ہمارا مالک جو ہمیں بنا کر پالنے والا ہے وہ خود جب تکلیف دے رہا ہے تو پھر وہ جانتا ہے کہ کتنی تکلیف دینی ہے اور کہاں تک انسان برداشت

Marfat.com

کر سکتا ہے۔

سوچنے کی بات یہی ہے کہ اس دنیاوی زندگی میں نفع ونقصان تکلیف غم تو اللہ تعالیٰ دیتے ہیں تو پھر ہمیں فکر کس چیز کی ہے۔ یہ تمام مسائل تعلقات رشتے داری کاروبار اور دنیاداری کے کاموں میں ہی آتے ہیں۔ ان میں اصل امتحان تو انسانی رویے کا ہے کہ وہ ایک مستقل اور اچھا رویہ اختیار کرے ہر نئی صورتحال میں اللہ تعالیٰ کا ملوث ہونا پہچانے اور اس کا اعتراف کرے اور اللہ کی حکمت پہچان کر اللہ کا شکر ادا کرے اور اللہ کی تعریف کرے۔

انتہائی سنجیدگی سے سوچنے کی بات ہے کہ ایک شخص انتہا درجے تکلیف درد اور کرب میں اس دنیا سے چل بسا لیکن اسکو آخرت میں پرسکون جنت کی زندگی مل گئی۔ تو اصل میں تو وہ کامیاب ہوا اس دنیا کی تکلیف وغم اس آخرت کی بہتر زندگی کے آگے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے یا دوسری مثال میں ایک شخص انتہائی پرسکون اور شاندار دنیاوی زندگی گزار کر ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ میں جلنے کے لیے چلا گیا۔ نتیجہ کیا نکلا کہ اصل میں تو ناکامی ہوئی۔ اصل زندگی تو برباد ہوگئی۔ مندرجہ بالا مثالوں کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان اس دنیا کی زندگی تکلیف میں گزارے۔ انسان کو پورا حق ہے کہ اس دنیا میں بھی بہترین زندگی گزارے اور

Marfat.com

آخرت میں بھی شاندار مقام حاصل کرے۔ بس اچھے اعمال اچھی نیت رکھتے ہوئے کرتا رہے۔ عمل کے لیے ایمان بہت ضروری ہے۔ ایمان کے ساتھ بے عملی بھی خودکشی کے ذریعے تباہی کا راستہ ہے۔ یہ دنیا دارالعمل ہے اور اس میں عمل چھوڑ دینا خودکشی ہے۔ عمل میں اچھائی اور برائی دو راستے ہیں لیکن ان راستوں کے جاننے کے ساتھ ساتھ کامیابی کے معیار کو جاننا بھی بہت ضروری ہے۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ القصص ۷۷۔

ترجمہ۔ اور اللہ کی دی ہوئی دولت سے آخرت خریدو اور اس دنیا میں اپنے حصے کو مت بھول جاؤ۔ لیکن اچھائی کرو اس طرح جیسے اللہ نے تمھارے ساتھ اچھائی کی ہے اور دنیا میں فساد نہ پھیلاؤ اللہ مفسدین سے محبت نہیں کرتا۔

انسانی زندگی میں کامیابی کا معیار

انسانی زندگی میں کامیابی کے معیار کو جاننے کے لیے اس زندگی کے دونوں

Marfat.com

حصوں یعنی دنیاوی اور آخروی زندگی پر الگ الگ بات کرنی پڑے گی۔ کیونکہ آخری زندگی اصل میں اس ظاہری زندگی کے بعد ایک نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اور اسکا ظاہری زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ انسان تو ایک ہی ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔ لیکن دونوں جہانوں میں رہنے سہنے کے اصول اور سہولتوں میں بہت فرق ہے۔

دنیاوی زندگی۔ دنیاوی زندگی میں کامیابی کے لیے بنیادی طور پر دو چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ دوسرے انسان خاص طور پر قریبی رشتے دار دوست اور ملازم وفادار رہیں۔ یہ کام محبت خلوص اور احسان کی وجہ سے ہو یا لالچ حرص خوف ڈر اور طاقت کے جبری استعمال سے ہو۔ دوئم یہ کہ دنیاوی وسائل (مال و دولت اور بقایا نعمتیں) کثرت کے ساتھ مہیا ہوں جن کے استعمال سے سکون کی تلاش میں دنیا میں موجود کسی بھی نعمت اور سہولت تک رسائی ممکن ہو۔ چاہے یہ وسائل لوٹ کھسوٹ جبر اور حرام ذرائع سے حاصل کیئے گئے ہوں یا محنت مشقت اور حلال ذرائع سے حاصل کیئے گئے ہوں۔ مندرجہ بالا دو چیزوں میں سے کسی ایک کی کمی دنیاوی کامیابی کو نامکمل اور آہستہ آہستہ ناکامی میں تبدیل کر دیتی ہے ۔ پیار محبت وفاداری احسان، محنت مشقت اور حلال ذرائع کا استعمال ایسے طریقے ہیں

Marfat.com

جو کہ آخرت میں بھی مکمل کامیابی سے ہمکنار کرنے کی ضمانت ہیں جبکہ جھوٹ دھوکہ دہی لوٹ کھسوٹ جبر اور حرام ذرائع کا استعمال دنیا کی کامیابی کا چھوٹا اور سہل راستہ ہے مگر آخرت کی ناکامی اور رسوائی کو لازم کر دیتا ہے۔

ناکامی کی وجوہات۔ ایک نیک انسان دنیاوی کامیابی کیلئے طرح طرح کے طریقے استعمال کرتا ہے لیکن عام طور پر اسکو ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے دھوکہ ہو جاتا ہے یا نقصان ہو جاتا ہے اور مرضی کا نتیجہ نہیں ملتا۔ اسکی غالب وجوہات باب دوئم میں دیئے گئے اچھائی اور برائی کے راستے اور حرام حلال کے اثرات کی تفصیل کی روشنی میں مندرجہ ذیل ہیں۔

1. اول تو انسان جب دنیاوی ترقی کیلئے قدم بڑھاتا ہے تو عام طور پر اسکی نیت صحیح نہیں ہوتی اس میں خودغرضی اور لالچ کا عمل دخل ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اپنے لیئے کچھ مال حاصل کر کے باقی انسانوں سے علیحدہ ہو کر اس مال سے انفرادی طور پر لطف اندوز ہونے کی کوشش کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کوشش میں باقی انسانوں اور مخلوقات کیلئے فلاح اور بھلائی کا کوئی عنصر نہیں رکھتا یا ضرورت سے بہت ہی کم، جس کی وجہ سے اس نیت اور کام کو اللہ کے پاس قبولیت نہیں

Marfat.com

ملتی۔ نتیجتاً اس کام میں استعمال ہونے والا ہر ذرہ اس ناپسندیدہ کام کے راستے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

2. اگر نیت مکمل طور پر ٹھیک ہے تو پھر جو ذرائع استعمال میں لائے جا رہے ہیں ان میں کہیں نہ کہیں حرام کی بھی آمیزش ہو سکتی ہے جو کہ ایک چٹان کی طرح ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے حرام کی یہ آمیزش وراثتی طور پر بھی منتقل ہو کر آ سکتی ہے کہ شاید کسی شخص کے والدین نے یا تو حرام کی آمیزش والے مال سے اولاد کی پرورش کی اور یا پھر غریب اور مظلوم انسانوں کا خون نچوڑ کر ان کے حقوق غصب کئے ہوں اور اس غصب شدہ مال سے فیض یاب ہو کر اولاد پلی بڑھی ہو اور اسی مال کے استعمال سے نیا کام شروع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ ایسی صورت میں اگر یہی انسان اسطرح کے مال سے مزید انسانوں کو نقصان اور تکلیف پہنچانے والے اور شدید برے قسم کے شیطانی کام کرنا چاہے تو وہ شخص اپنی راہ میں ترقی کے تمام دروازے کھلے پائے گا اور ہر قدم پر ترقی پائے گا۔ لیکن یاد رکھنے کی بات ہے کہ ہر بڑھتے قدم اور ہر سرزد ہونے والے برے عمل کے ساتھ واپسی کا دروازہ مسلسل بند ہوتا جاتا ہے۔ اور اگر مکمل

Marfat.com

بند ہو جائے تو پھر واپسی ناممکن ہو جاتی ہے۔

3. اگر اوپر والی دونوں صورتوں کا مکمل خیال رکھا گیا ہے اور پھر بھی مسائل جان نہ چھوڑیں تو پھر اللہ کی طرف سے ثابت قدمی کی آزمائش ہو سکتی ہے۔

آخرت۔ زندگی کے اس حصے میں جو ہمیشہ رہنے والی اور اصل زندگی ہے۔ کامیابی صرف اللہ کی رضا پر ممکن ہے۔ یہاں کی زندگی عیش و آرام سہولت و من پسند زندگی جہاں بے وقت اور بے بہا وسائل جو کبھی ختم اور خراب نہ ہوں پر مبنی ہے۔ وہاں نہ کوئی ناپسندیدہ چیز، بات یا شخص ہوگا اور نہ کوئی پابندی ہوگی۔ جبکہ ناکامی کی صورت میں دردناک عذاب اور بھڑکتی آگ میں دائمی تکلیف کی زندگی ہوگی۔ اس ہمیشہ کی زندگی کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار مکمل طور پر دنیا کی زندگی میں بہتر طرز عمل پر ہے نہ کہ دنیاوی کامیابی پر۔ بڑی غور طلب بات ہے کہ دنیا کی زندگی جو کہ ایک چھوٹی سی زندگی ہے میں کامیابی اگر بدتر طرز عمل کے ذریعے حاصل کی گئی ہے تو وہ ہمیشہ کی بدترین ناکامی دوچار کر دے گی اور اگر انسان ناکام ہو جائے لیکن بہتر طرز عمل کے ساتھ تو پھر آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کامیاب ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف دنیا کی کامیابی اگر بہتر طرز عمل کی وجہ سے ہے تو پھر وہ بھی آخرت میں کامیابی کا باعث بنے گی۔

Marfat.com

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ تلخ حقیقت سامنے آتی ہے کہ آخرت کی کامیابی کا دارومدار دنیاوی کامیابی پر نہیں ہے بلکہ وہ تو دنیاوی طرز عمل پر ہے۔ اور بہتر طرز عمل بہتر طرز فکر اور بہتر اعمال کے مجموعے سے بنتا ہے۔ لہذا انسان کو اپنی یہ چھوٹی سی زندگی مکمل طور پر بہتر طرز عمل اور مخلص سوچ عقل کے بہتر استعمال پر لگا دینی چاہیے۔ کامیابی ناکامی سے تو واسطہ ہونا ہی نہیں چاہیے۔ اچھا طرز عمل اور عقل کا مثبت استعمال خود بخود دنیاوی کامیابی کی اونچائیوں سے گزارتا ہوا آخرت کی کامیابی کی طرف لے جائے گا۔ کامیابی کے سفر کی رفتار کو تیز اور کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے برائیوں کوتاہیوں اور غلطیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا لازمی ہے۔ کیونکہ اللہ ایک ایک ذرے برابر حساب کتاب رکھ رہے ہیں اور اسکے مطابق جزاو سزا دیں گے ایک وفادار کو جزا کی تو فکر نہیں ہونی چاہیے لیکن سزا کے بارے میں محتاط رہنا چاہیے۔

يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ﴿٦﴾ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾

سورۃ الزلزال ۷۔۶۔ ترجمہ۔ اور اس دن جب انسانوں کو گروہ در گروہ لایا جائے گا تا کہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ تب ہر کوئی دیکھے گا ایک ذرے کے برابر اچھائی جو اس نے کی ہوئی۔ اور ہر کوئی دیکھے گا ایک ذرے برابر برائی جو

Marfat.com

اس نے کی ہے۔

اللہ کی رسی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا سے انسانوں کو بچا کر نکالنے کے لیے جو رسی لٹکائی ہے اسے پکڑنے سے پہلے اس رسی کو پہچاننا بہت ضروری ہے اور پہچان یہ ہے کہ یہ ہدایت اور راہنمائی کا وہ سلسلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا اور حضور علیہ پر آ کر مکمل کیا اس رسی میں اللہ تعالیٰ کے صحیفوں، صحیفوں کو لانے والے فرشتے اور اسکو انسانوں تک پہنچانے والے رسول اور پیغمبر شامل ہیں دین کے مکمل ہونے کے بعد اسکو پکڑ کر دوسروں تک بڑھانے والے بھی ایک طرح سے اسکا حصہ ہیں۔ اس کو پکڑنے کے لیے ضروری ہے کہ ان صحائف میں جو بھی بتایا جا رہا ہے اسکو فوراً پکڑ کر اسی پر سختی کے ساتھ عمل شروع کر دیا جائے۔ رسی پر مکمل اور مضبوط گرفت عمل کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ ایمان والوں کے لیے بچاؤ اور حفاظت کا طریقہ کار اللہ کے دیئے ہوئے علم دین کو سمجھ کر اس کے مطابق اپنی زندگی کو عملی طور پر اس سانچے میں ڈھالنا ہے۔ اور اس کے بعد اس کو دشمن کے حملوں سے بچانا ہے۔

شیطان کے ہاتھوں پھنسنے کا جو طریقہ کار پچھلے ابواب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ زیادہ تر انسان بیوقوفی اور بے عملی کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بُرائی اور شیطان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی اور دوسروں

Marfat.com

کی زندگی برباد کرتے ہیں۔ کم علمی یا لاعلمی اللہ کے پیغام کو نہ جاننے سے (یعنی قرآن کو سمجھ کر نہ پڑھنے) اور کم عقلی یا عقل کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکے بارے میں قرآن مجید میں ۴۹ مرتبہ یاد دلایا ہے کہ کیا تم عقل نہیں رکھتے کیا تم سوچتے نہیں۔ اسکا مطلب ہے کہ عقل ہر انسان میں ڈالی گئی ہے لیکن اس کو استعمال میں لاکر سمجھ بوجھ بڑھانے کیلئے تیز کرنا انسان کا کام ہے۔

انسان کی زندگی مکمل طور پر خیالات کے ذریعے آنے والی معلومات پر مبنی ہے ان میں کھانا پینا سونا جاگنا ہر قسم کا عمل شامل ہے اگر دماغ خیالات قبول کر کے آگے جسم کو احکامات جاری کرنا بند کردے تو اس زندگی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ جس طرح کی اچھی یا بری معلومات دماغ کو ملتی ہیں اور ان میں سے جن کو وہ اچھائی برائی کی کسوٹی پر پرکھ کر قبول کرتا ہے وہ ہی اس کی زندگی کے اعمال بن جاتے ہے۔ شیطان بھی وسوسوں کے ذریعے غلط فیصلے کی طرف راغب کرتا ہے۔ اگر انسان تھوڑ سا رحمانی علم اور عقل کے ساتھ معلومات کو تول کر مجوزہ عمل کی رحمانیت یا شیطانیت کو پرکھ لے تو پھر وہ صحیح اور غلط کے درمیان فرق کر سکے گا اس طرح کی کچھ عرصے کی مشق کے بعد وہ اپنے اندر اچھے اور برے معلوماتی ذریعے کو صحیح طرح پہچان لے گا۔ اور برے دروازے کو بند کرتے ہوئے اچھے اور نیک خیالات کا دروازہ پکا اپ

Marfat.com

لیے کھول لے گا۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ال عمران ۱۰۳۔ ترجمہ۔ اور مضبوطی سے اللہ کی رسی کو پکڑ رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

یہاں اسی آیت کی تفسیر میں اتنا کہنا کافی ہے کہ اپنے بازوں میں طاقت و توانائی پیدا کریں اور ایک بازو سے مضبوطی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رسی پکڑیں جبکہ دوسرے سے اوروں کو پکڑ کر اس رسی کے قریب لائیں۔ نہ کہ موجود صورتحال کے مطابق اپنے ہاتھوں سے دوسرے کو تکلیف پہنچا کر خود بھی اس لڑائی میں دور ہوں اور دوسروں کو بھی دور دھکیل دیں۔

تفرقے بازی سے بچنے کے لیے بہت بڑا دل اونچا ظرف اور انتہا درجے کا تحمل چاہیے یہ تینوں کام ذاتی انا کو قابو کرنے سے اور عقل کے استعمال کے ساتھ با آسانی ہو جاتے ہیں۔ جب آپ دوسروں کو عزت اور مال دینا سیکھ جائیں اور دوسروں کی عزت اور مالی ترقی سے حسد کرنا چھوڑ دیں تو پھر اتحاد اتفاق پیدا ہونے کے لیے ماحول سازگار ہو جائیگا۔ اسی سازگار ماحول میں کسی ایک کی طرف سے بھی خلوص کے ساتھ متحد ہونے کی خواہش پر بڑا مضبوط اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن

بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ

الِ عمران ۱۹۔ ترجمہ اور اللہ کے لئے دین صرف اسلام ہے اور نہیں کیا اہلِ کتاب نے انکار صرف رشک کی خاطر۔ جبکہ علم ان کے پاس آ گیا تھا۔

دنیاوی کامیابی کا راز

اصل میں سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اب سوال یہ ہے کہ اسے کیسے حاصل کیا جائے۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ قوانین مقرر کئے ہیں جن میں سے ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

إِنَّمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا

يَسْـَٔلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ (۳۶) سورہ احمد ۳۶۔

ترجمہ۔ بے شک دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور برائی سے بچو تو پھر وہ تمھیں تمھارا اجر دے گا اور تم سے تمھارا مال نہیں مانگے گا۔
یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ انسان دنیا کے فائدے کے لئے ہلکان ہو جائے گا لہٰذا اللہ نے دنیا کے فائدے کے لئے بھی ایمان والوں کیلئے کچھ اصول مقرر کر دیئے ہیں۔ دنیا کی زندگی میں نقصان سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ایمان لا

Marfat.com

جائے اور گناہوں سے بچا جائے۔ گناہوں سے بچنے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں اور طاقتوں (مال دولت عقل اور باقی تمام وسائل) کو اللہ کی مرضی اور مقرر کردہ قوانین کے مطابق استعمال کیا جائے یعنی تمام حقداروں (یتیم، مسکین، غریب ہمسایوں، ماں باپ بیوی بچوں) پر خرچ کیا جائے۔ مال سے ان کو کھلایا پلایا جائے۔ عقل سے ان کی حالت کو سنوارنے کی منصوبہ بندی کی جائے اور ان کی طاقتوں کو انسانی اور باقی مخلوقات کی فلاح کے کاموں میں لگایا جائے۔ اللہ پر ایمان ہوگا تو وسائل اللہ کی مرضی کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ ہونگے اور دوسری طرف ایمان کے بغیر یہی فلاحی کام حاتم طائی کے اعمال کی طرح ہوں گے۔ یعنی وہ نیکی کے بجائے ذاتی انا کی تسکین کے لیے ہوں گے۔ جو کہ اللہ سے بغاوت ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اچھائی کی توفیق کی موجودگی میں اچھائی نہ کرنا بھی ایک برائی ہے۔ اور اچھائی کی توفیق اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے وسائل ہیں۔

انسان کو عام طور پر دنیاوی زندگی کو سہل بنانے کیلئے مال و دولت اور دنیاوی وسائل جمع کرنے کی فکر پڑی رہتی ہے۔ لیکن اسکو جاننا چاہیے کہ وہ جسم جس کے لیے یہ سب کچھ کرتا ہے وہ تو خود اسکا اپنا نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ پہلے خود اپنے آپ کو تو اپنا بنائے پھر اللہ تعالیٰ کی وسیع قدرت سے اسکو سب کچھ مل جائے گا۔

Marfat.com

اصل میں یہ جسم و جان اور تمام کائنات کی ایک ایک چیز رحمان کی ملکیت ہے۔ رحمان کے وفادار کارندے کے طور پر اس کاروبارِ دنیا کو چلانے کی کوشش کی جائے گی اور جب اپنی اس نیک نیت کا ثبوت اعمال کے ذریعے پیش کیا جائے گا تو رحمان اپنے خزانوں کے دروازے اپنے وفادار نائب پر کھول دیتا ہے۔

آخرت کی کامیابی کا راز

1. اس دنیا کی زندگی کے لیے جتنا بھی مال کما کر جمع کیا جائے گا اسکا حساب کتاب ہوگا۔ لیکن جتنا زیادہ مال کما کر اللہ کے لیے اللہ کے نائب کے طور ر اللہ کی مخلوق کی بہتری کے لیے خرچ کیا جائیگا۔ اللہ اسکو دگنا کر کے آپکو واپس دیں گے اسکا اجر ہمیں آخرت میں بھی ملے گا۔
2. ایسے کاروبار اور کام ڈھونڈیں اور کریں جو آخرت اور دنیا دونوں کے لیے یکساں مفید ہوں۔
3. ایسے خرچ کھل کر کریں جو کہ دنیا اور آخرت دونوں کے لیے یکساں مفید ہوں
4. اللہ کو ایسے قرض دیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی کمال رحمت سے جوش میں آکر اس احسان کا بدلہ آخرت میں رکھنے کے علاوہ دنیا میں بھی دینا شروع کر دیں۔
5. اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان پر پھر شکرانے کے طور پر اس تحفے میں

Marfat.com

دوبارہ احسان والے کام کریں۔

6. صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

7. اللہ سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ آپکو محسنین میں داخل کریں اور احسان کی توفیق دیں۔

وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾

البقرہ ۱۹۵۔ ترجمہ۔ اور اپنے منافعے میں سے خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے ہاتھ تہلکے (برائی، تباہی) میں نہ استعمال کرو بلکہ احسان کرو اور بیشک اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔

8. ناشکری سے ہر صورت بچیں تکلیف اور غم کی انتہا میں بھی اس گناہ کے پاس نہ جائیں۔ کیونکہ ناشکروں سے اللہ شکر کی توفیق چھین لیتے ہیں۔

عام غلط فہمیاں۔ چند حکمت کی باتیں جن کے بارے میں انسان عام طور پر غلط فہمی میں مبتلا رہتا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ ایمان کا تیسرا درجہ ہی کامیابی کیلئے کافی ہے۔ اگر انسان نیک عمل نہ بھی کریں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ گناہوں سے بچا رہنا ہی بہت بڑی نیکی ہے۔

Marfat.com

۲۔ حرام مال میں سے صدقہ خیرات کرنے سے مال حلال ہو جاتا ہے۔

۳۔ مال و دولت اور اولاد تو انسان کی ذاتی ملکیت ہے۔ اور خاص طور پر محنت سے کمائے ہوئے حلال مال پر دوسروں کا کوئی حق نہیں۔

۴۔ اس ذاتی ملکیت (اولاد) کی پرورش کیلئے مزید ذاتی ملکیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسروں کا اس پر بھی کوئی حق نہیں۔

۵۔ انسان کے اندر موجود تمام صلاحیتیں اس کی ذات کے لئے ہیں۔ دوسروں کا اس پر کوئی حق نہیں۔

۶۔ انسان نے اپنے رشتے داروں اور باہر نظر آنے والے تمام لوگوں کے اعمال کا حساب دینا ہے۔

۷۔ بگڑے لوگوں کو قابل نفرت سمجھا جائے اور ان کو اللہ کی طرف آنے کا پیغام دینے کی ضرورت ہی نہیں وہ تو پکے جہنمی ہیں انکو صرف حجت پوری کرنے کیلئے پیغام پہنچایا جائے تا کہ ان پر پکے جہنمی ہونے کی مہر لگ جائے۔

۸۔ شیطان کے ولیوں اور ایجنٹوں کو جہاں بھی ملیں مار دینا چاہئے۔

Marfat.com

چند گم شدہ راز

۱۔ گناہوں سے بچنا اور ایمان کے تیسرے درجے میں قائم رہنا سراسر خسارہ ہے۔ ایمان کے دوسرے درجے میں انسان خسارے سے باہر آتا ہے۔

۲۔ مال و دولت اور اولاد ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے۔ اور انسان کے پاس اللہ کی امانت کے طور موجود ہے۔ اس امانت میں اللہ کی تمام مخلوقات کا حصہ ہے۔ اس امانت کے صحیح استعمال کا حساب مانگا جائے گا۔ اور صحیح حصول کا بھی۔

۳۔ اصل میں تو انسان کی اپنی ذاتی روح اور جسم کا ایک ایک ذرہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ انسان کی روح اللہ کی اس امانت کے صحیح استعمال کی ذمے دار اور اللہ کو جواب دہ ہے۔ اس امانت کے صحیح استعمال کا حساب مانگا جائے گا۔

۴۔ تمام صلاحیتیں اللہ کی ملکیت ہیں۔ اور انسان کے پاس اللہ کی امانت ہیں۔ صلاحیت کی موجودگی میں صالح عمل نہ کرنا ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ چاہے وہ علم ہو، جسمانی طاقت ہو یا مالی طاقت ہو۔ اس کے استعمال کے حقدار انسان کی ذات سے لیکر اللہ کی تمام مخلوقات ہیں۔ اس امانت کے صحیح استعمال کا حساب مانگا جائے گا۔

۵۔ ہر انسان اپنے اعمال کا جواب دہ ہے اور اس کے علاوہ ان تمام دوسرے انسانوں کی ان قابلیتوں کے استعمال کا جو اس کے دائرہ اختیار میں آجائیں اور حکم

Marfat.com

کی پابند ہوں یا ہدایات کے تابع ہوں۔ اس کے علاوہ انسان کی ذمے داری صرف پیغام پہنچانا اور نصیحت کرنا ہے۔

۶۔ پیغام اگر اللہ کے لئے پہنچایا جارہا ہے تو پہنچانے والا مندرجہ ذیل باتوں کا پابند ہے

ا۔ پیغام پہنچانے کا طریقہ دین اور اخلاق کی حدود میں رہتے ہوئے محبت کے ساتھ درستگی پیدا کرنے کیلئے ایسا پرکشش ترین ہونا چاہئے کہ۔

(۱) پیغام وصول کرنے والا اسے خوشدلی کے ساتھ سنے اور وصول کرے۔

(۲) پیغام وصول کرنے والا پیغام پہنچانے والے میں کشش محسوس کرے۔

(۳) پیغام پہنچانے کیلئے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے تمام مہیا وسائل کا استعمال کیا جانا چاہئے جنکو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۴) پوری تیاری اور مکمل یقین کے ساتھ دینا چاہئے کہ یہ قبول ہوگا۔

ب۔ پیغام پہنچانے کا طریقہ ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ۔

(۱) حقارت کے ساتھ اور ذلیل کرنے کی نیت سے دیا جائے جس سے پیغام سننے والا ذلت محسوس کرے یا اس میں نفرت کے

Marfat.com

جذبات پیدا ہوں۔

(۲) جس سے پیغام سنانے والا قابلِ ترس اور قابلِ مدد نظر آئے۔

(۳) مایوسی اور ناامیدی کی حالت میں کہ جہاں پیغام دینے والے کو خود قبولیت کا یقین نہ ہو۔

۷۔ شیطان کے ولی یا ایجنٹ جب شیطان کا کام مکمل کر لیتے ہیں یا کچھ کام کر کے مغلوب ہو رہے ہوتے ہیں تو پھر شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ جلد سے جلد مارے جائیں ورنہ کہیں ان کو ہدایت نہ پہنچ جائے اور وہ معافی مانگ کر بخشے نہ جائیں۔ شیطان کا اصل مقصد زیادہ سے زیادہ انسانوں کو گمراہی کی حالت میں مروانا ہے تاکہ وہ اپنے دعوے کے حق میں زیادہ سے زیادہ ووٹ پیش کر سکے۔ لہٰذا رحمٰن کیلئے کام کرنے والوں پر لازم ہے کہ جب کسی گھناؤنے جرم کی سزا میں قانون کے مطابق شیطان کا ولی یا ایجنٹ مارا جانے لگے تو اس کو توبہ کا موقع اور ہدایت کی راہ ضرور دکھانی چاہئے۔ اور ہر مارنے والے کو ضرور سوچنا چاہئے کہ کہیں وہ شیطان کے ووٹ تو نہیں بڑھا رہا۔ رحمٰن کا دیا ہوا مشن انسانوں اور جنوں کو گمراہی سے نکالنے کی مہم ہے۔ جنوں اور انسانوں کے ذریعے۔

Marfat.com

رحمانی راستہ

رحمانی طرز فکر کا مقصد رحمانی طرز فکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور اس کائنات کو بہت پیار سے بنایا ہے۔ اور انسان کو سب سے بلند درجہ دے کر اپنا مینیجر بنایا ہے اسکے لیے مسلم بن کر زندگی گزارنے کی صورت میں بڑا خاص انعام واکرام رکھا ہے من پسند اور عیش کی زندگی کا سامان بس شرط یہ ہے کہ انسان خالص اللہ کے لیے ہو جائے خود غرضی ختم کر کے اپنے آپکو اپنی جان اپنی دی ہوئی تمام طاقتوں کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کر دے ہر کام اللہ کے لیے کرے تو پھر اللہ تعالیٰ اسکے لیے کام کرنے کو موجود ہیں اور ہماری بھلائی اور ویلفیئر اللہ سے بہتر کون کر سکتا ہے۔ جو مالک اتنی پیچیدہ اور خوبصورت تخلیق کر کے اسکی تمام پیچیدہ ضروریات زندگی مسلسل پوری کر سکتا ہے کیا وہ اس سے بہتر نہیں کر سکتا مندرجہ ذیل حقائق اس گواہی کے لیے کافی ہیں۔

ا۔ پیدائش اور تخلیق کے مختلف مراحل میں ہماری نگہداشت اور دیکھ بھال اللہ کے سوا اور کون کرتا ہے۔

ب۔ ماں کے دل میں محبت بھر کر بچپن کی لاغری میں کون ہمارا خیال کرتا ہے۔

Marfat.com

پ۔ بڑھنے کے بعد جب انسان کافی حد تک آزاد ہو جاتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اب اپنی زندگی کو وہ خود سنبھال کر چلا رہا ہے جبکہ ایسا نہیں ہے اپنی جان کا پندرہ فیصد سے بھی کم خیال ہم بمشکل خود رکھ سکتے ہیں اس کے علاوہ باقی ماندہ تمام معاملات اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی چلا رہی ہے۔

۱۔ اگر زمین کی کشش ختم یا کم ہو جائے یا زمین کا فاصلہ سورج سے کم یا زیادہ ہونا شروع ہو جائے تو کیا انسان یا باقی مخلوقات اس دنیا میں زندہ رہ سکتیں ہیں؟

۲۔ اگر زمین کا درجہ حرارت کم یا زیادہ ہو جائے تو کیا یہ کھیل چل سکتا ہے؟

۳۔ اگر زمین پانی میں ڈوب جائے تو کیا ہو گا۔ کون ہے جو ایک خاص توازن خشکی اور پانی میں رکھتا ہے؟

۴۔ آکسیجن ہی کم یا اور زیادہ ہو جائے تو اس دنیا میں کیا حشر برپا ہو گا کم ہونے کا تو ہمیں اندازہ ہے ہی لیکن اگر زیادہ ہو جائے تو کیا ہو گا ہر جگہ آگ ہی لگنا شروع ہو جائے گی اور اس دنیا میں زندگی کا برقرار رہنا ممکن نہیں رہے گا۔

Marfat.com

۵۔ اگر مٹی خوراک پیدا کرنے کی قابلیت کھودے تو زندگی کب تک چل سکتی ہے؟

ت۔ مندرجہ بالا حقائق موجودہ دور کی سائنسی انکشافات کی روشنی میں اور باقی سیاروں کے حالات جاننے کے بعد مکمل طور پر اس چیز کی گواہی دیتے ہیں کہ اس رحمٰن نے انسان کے لئے کچھ وقت جو یہاں رہنے کے لیے مقرر کیا ہے اسکے مطابق یہاں سامان رہائش فراہم کرنے والی ایجنسیاں موجود ہیں۔

ٹ۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ زمین پر زندگی اور خوبصورتی کا راز سورج سے ایک خاص فاصلے پر قید یا بندھے رہنے میں ہے اس سے زیادہ دوری یا قربت دونوں ہی صورتوں میں زندگی برقرار نہیں رہ سکتی۔

ث۔ اسی طرح انسان کی کامیابی بھی اپنے مالک سے بندھے رہنے میں ہے۔ بغاوت جو ہمیشہ خودغرضی کی شکل میں پھوٹتی ہے اور اسکو رحمٰن (اپنے خالق) سے دور کر دیتی ہے اور رحمٰن سے دوری انسان کی تباہی ہے۔

ج۔ لہذا انسان کی کامیابی کا اصل راز اس چیز میں ہے کہ یہ اپنے خالق و

Marfat.com

مالک (رحمٰن) کی فکر اور کام میں بندھا رہے تو خالق (رحمٰن) بھی اسکی طرف بندھا رہے گا اور اسکی ویلفیئر کرتا رہیگا۔

چ۔ سوچنے کی بات ہے کہ رحمٰن کی عقل علم اور فراست زیادہ ہے یا انسان کی دونوں میں سے کون زیادہ بہتر پلاننگ اور ویلفئر کر سکتا ہے۔ کس کے پاس زیادہ وسائل اور قدرت ہے۔ لہذا انسان کے لئے سب سے بہتر طرز عمل یہ ہے کہ اپنی بھلائی کی تمام سوچیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے مکمل طور پر اپنے آپکو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اپنی تمام قابلیتوں کو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لگا دے۔ اور بدلے میں اللہ تعالیٰ کی میزبانی سے لطف اندوز ہو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے۔

رحمانی طرز فکر۔ اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہیں۔ اور رحمٰن و رحیم ہیں وہ مخلوق سے بے نیاز ہیں جبکہ مخلوق اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ بغیر کسی بدلے کی امید کے مخلوق کی پرورش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ستار العیوب ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کی اس طرح کی صفات اور سنتوں کو جاننا ان کو اپنانا بہت ضروری ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ پر تو احسان براہ راست نہیں کر سکتا لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر تو کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی پراجیکٹ ہیں۔ ان میں

Marfat.com

رضا کارانہ طور پر شمولیت کا اختیار تو رکھتا ہے۔ اب اس کام کی توفیق ملنا نہ ملنا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خاص کرم پر منحصر ہے۔ جس کو یہ توفیق مل گئی تو گویا وہ بہت ہی خوش نصیب نکلا۔ پیچھے بھی یہ بات تفصیل کے ساتھ بیان کی جا چکی ہے کہ جس چیز کی انسان خواہش کرتا ہے اللہ تعالیٰ فوراً اس کے حصول کے وسائل مہیا کرنا شروع کر دیتے ہیں لیکن اس راستے میں آزماتے ضرور ہیں۔ اگر کوئی شخص مایوس ہو کر پلٹ جائے تو یہ الگ بات ہے۔ ثابت قدمی رضا کاری اور صبر و تحمل کی ڈھال اس راستے کا سفر بہت آسان بنا دیتی ہے۔

ولایت کے لیے کردار اور طرز فکر کا معیار

اللہ تعالیٰ کی ولایت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرز فکر کو جانا جائے اس کو اپنایا جائے اور پھر جزاء و سزا، ثواب اور فائدوں کے لالچ سے آزاد ہو کر اپنے جسم و جان کو اللہ تعالیٰ کے مشن کی تکمیل میں لگا دیا جائے۔ اس ایثار اور قربانی پر اللہ تعالیٰ بے چین ہو کر اس شخص پر اپنا انعام و اکرام شروع کر دیتے ہیں۔ بدلے میں جب یہ شخص بھی احسان کا جواب احسان سے دیتا ہے تو پھر ایک احسان پر تحائف کا وہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ولایت میں جا کر مل جاتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کا طریقہ

۱۔تیسرے درجے پر فائز ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کے لیے سب سے پہلے اپنے دل کو پاک صاف اور پاکیزہ کیجئے معافی اور توبہ کے ذریعے گناہ معاف کرائیے اللہ کے کلام پاک اور اسم پاک سے اپنے دل کو معمور اور محفوظ کیجئے تا کہ شیطان اسکے قریب نہ آسکے۔ذاتی طور پر نیک اعمال کریں اور ان کو بڑھاتے جائیں۔

۲۔دوسرے درجے میں ترقی۔ اب اپنی زبان کو شیطان سے آزاد کر کے اپنی آواز کو حق کو پھیلانے کیلئے اور برائی کو دبانے کے لیے استعمال کرنا شروع کریں تا کہ دل کے بعد آپکی زبان بھی اللہ تعالیٰ کی آواز بلند کرنا شروع کر دے یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے جیسا کہ رضا کارانہ طور پر اگر کوئی انسان شیطان کی طرف جانا چاہے تو اسکو اسکی مرضی پر چھوڑ دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ محبت اور اس امید کے ساتھ بگڑے ہوؤں کو ہدایت کا پیغام بھیجتے ہیں کہ وہ خسارے سے نکل آئیں۔آواز کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر نیک اور صالح اعمال جاری رکھیں۔

لہذا یاد رکھیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپکا قلب ابھی تک شیطان کے قابو میں ہو اور

Marfat.com

زبان اسکے تابع ہو کر حق کی آڑ میں انا کا پرچار (لوگوں کو ذلیل کرنے سے) شروع
کر دے اور اس تکلیف اور غم کی تحریک میں راہ راست پر آنے والوں کا نقصان
شروع کر دے بلکہ ان کو دور بھگا دے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ چغلی غیبت اور
حق کی آواز دونوں کام زبان کے ہیں لیکن ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دونوں
ہی درجہ دوئم میں آتی ہیں لیکن ایک درجہ ایمان کا ہے اور دوسرا کفر کا۔ حضورﷺ کے
قول کے مطابق مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ
رہیں۔ آپکی زبان سے دوسروں کو تحفظ ہدایت اور سکون ملے۔ تب آپکی زبان مسلم
ہے۔ یہی وہ درجہ یا مقام ہے جہاں پہنچنے پر انسان خسارے کی حدود سے باہر نکل آتا
ہے۔ اس خسارہ لائن سے اوپر نکل کر فائدے میں آنے کیلئے تین کام ضروری ہیں
ایمان لانا، عمل صالح کرنا، صبر کرنا اور حق کی آواز بلند کرنا اور صبر و حق کی نصیحت کرنا۔

وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾

سورہ العصر۔ ترجمہ۔ عصر کے وقت کی قسم۔ بے شک انسان خسارے میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو
ایمان لائے اور صالح (نیک) عمل کئے اور حق (اچھی اور ٹھیک بات) اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

مندرجہ بالا مقام حاصل کرنے اور اس پر قائم ہونے کے بعد انسان اور جتنا
بھی نیک عمل کرے گا وہ فائدے یا نفع کا سفر ہوگا۔

Marfat.com

۳۔اوّل درجے میں ترقی۔ — اب جب کہ زبان صحیح طرح اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دی گئی یعنی مکمل طور پر اللہ کے لیے وقف ہو گئی تو پھر جسم کا وظیفہ شروع کریں۔دل میں خلق خدا کے لیے نرمی اور اللہ کی طرح محبت رکھتے ہوئے اپنی تمام طاقتیں اور صلاحیتیں حق کو پھیلانے یعنی نیکی ،صلہ، رحمی، ایمان داری، دیانت داری،حلال خوری اور خدا پرستی پھیلانے کے لئے اور ساتھ ساتھ برائی ،ظلم ،جھوٹ ،حرام خوری ،بد دیانتی ،فحاشی ،کفروشرک اور الزام تراشی اور بہتان سازی کو مٹانے کے لئے استعمال کریں۔بالکل یہ سوچ کر کہ جب گناہوں سے بھرپور آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوں۔تو اللہ کریم اسی طرح معاف کر دیں جس طرح سے دنیا میں آپ نے بااختیار ہوتے ہوئے بھی اپنے محکوم کو خوف خدا سے معاف کر کے درست ہونے کا موقع دیا تھا۔طاقت کا استعمال شیطان کے اولیاء کے خلاف ہونا چاہئے جو اپنی واپسی کا راستہ خود بند کر چکے ہیں۔بطور اللہ کے نائب آپ کا کام برائی کو مٹا کر دور کرنا ہے برے انسانوں کو مٹانا نہیں۔انسانوں کو شیطان تصور کر کے ان کو مٹانے کے درپے ہونا دراصل ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک درخت اپنی ہی شاخ کو کاٹنے کے درپے ہو جائے۔طاقت کے استعمال سے برائی کو روکنے کے معنی ہیں کہ برے انسان کو پہلے تو برے کام سے روکا جائے اگر کوئی شیطان کا ولی طاقت

Marfat.com

کے گھمنڈ میں باز نہ آئے تو پھر اسکی طاقت کو یا تو مفلوج کر دیا جائے یا پھر اس سے چھین لیا جائے تا کہ وہ برائی کی انتہا سے کم از کم برائی کے تیسرے درجے پر آ جائے جہاں وہ دوسروں کے لیے نقصان دہ نہ رہے۔ اب اس کے بعد زبان کی تاکید شروع کر کے ہر وقت جاری رکھنی چاہئے۔ دل سے اچھائی کو ماننا نہ ماننا اس کا اپنا کام ہے اور ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس جدو جہد میں ہر صورت انسانی جان کی حفاظت کی کوشش کی جانی چاہئے کیونکہ انسان انسان کا دشمن نہیں ہے شیطان انسان کا دشمن ہے۔ انسان بیوقوفی میں شیطان کے ہاتھ میں کھیل کر ضائع ہوتا ہے۔ اس کے لئے فتح مکہ کی مثال سے بہتر کوئی اور مثال نہیں ہو سکتی۔

جہاں تک طاقت کا سوال ہے تو اس میں جسمانی طاقتوں زبان بازو ٹانگیں، ذہنی صلاحیتوں سے شروع ہو کر وہ تمام وسائل مال و دولت شامل ہیں جو انسان کے زیر تسلط ہیں یعنی دماغی سوچ یا حکم کے تابع ہیں۔ اس طاقت کا حصہ وہ انسان بھی ہیں جن کی طاقتیں یا صلاحیتیں کسی اور کے حکم کے زیر تسلط ہوں۔ جو کہ رزق اور کسی بھی دوسری وجہ سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ وسائل بھی ذاتی صلاحیتوں کی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہیں جو آپکی طاقت کو بڑھاتے ہیں اور آپکی طاقت کے حلقہ اثر کو وسیع تر کرتے ہیں۔ لہذا یاد رکھنے کی بات ہے کہ مال و دولت اور انسانی وسائل

Marfat.com

اور طاقت اتفاق سے کسی کے پاس نہیں چلی جاتی بلکہ اللہ تعالٰی کی مرضی سے کسی خاص مقصد کی وجہ سے ملتی ہیں۔اللہ تعالٰی کے اس مقصد کو سمجھنا اور اس کے مطابق دولت اور طاقت پر حاصل اختیار کو استعمال کرنا انسان کا امتحان ہے۔اللہ تعالٰی ان کا بھی پورا پورا حساب لیں گے۔اس درجے میں قیام مکمل فلاح ہے لیکن یہ اللہ پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ یہ ہی انسان کی اصل ذمے داری ہے۔

۴۔رحمان کی ولایت۔ اپنے دل، ہاتھ، پاؤں، زبان اور تمام مال و دولت و وسائل کو مکمل طور پر اللہ تعالٰی کی رحمت اور محبت کی برسات دوسرے انسانوں پر برسانے کے لیے استعمال کریں حضور ﷺ پر صلوۃ بھیجنے کا ایک احسن طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی تمام عادات کو یاد کے ساتھ نقل کیا جائے اور خاص طور پر وہ اعمال جو کہ باقی انسانوں اور مخلوقات کے لیے فائدہ مند ہوں اور معاشرے میں بھلائی پھیلائیں۔اور بغیر شک و شبہ اور وسوسہ اسکو جاری رکھیں بلکہ بڑھاتے جائیں اور اللہ پر احسان کریں جیسا کہ کرنے کا حکم ہے۔

إِن تُقْرِضُوا۟ ٱللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾

التغابن ۱۷۔ترجمہ۔اور تم اللہ کو اچھے قرض دو گے تو وہ اس کو تمھارے لئے

Marfat.com

بڑھا کر تمہیں دے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بڑا قدر کرنے والا اور بہت برداشت والا ہے۔

پھر وہ وقت بہت جلد آجائے گا کہ جب اللہ تعالیٰ آپکو اپنی ولائیت اور صحیح نیابت کے لیے چن لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبت کی برسات کے معنی اخذ کرنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے کہ اسکو حاتم طائی کے اعمال سے مشابہ نہ سمجھ لیا جائے بلکہ اسکو اپنے اصل معنی میں اختیار کیا جائے۔ انصاف بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے۔ کسی ناقابل تصیح مجرم کو اس کے گناہ کی سزا دنیا میں دلوانا اس مجرم پر ایک بہت بڑا رحم ہے جو اسکو آخرت کی ابدی سزا سے بچا سکتا ہے اور اسکو اپنا جائزہ لینے اور درستگی کرنے کا ایک موقع دلوا سکتا ہے ہوسکتا ہے وہ ہدایت پا جائے۔ ایک مجرم کو ترس کھا کر معاف یا نظر انداز کرنا بہت سارے دوسرے لوگوں کی زندگیوں کو امن سکون اور حفاظت سے محروم کر سکتا ہے یعنی ایک چھوٹی سی غیر سوچی سمجھی ناعقلی کی حرکت یا بیوقوفی، کس طرح اور کتنا بڑا فساد اور زحمت پھیلا سکتی ہے۔ لہذا یاد رکھنے کی بات ہے کہ جو بھی طاقتیں اور وسائل اللہ تعالیٰ نے آپکو عطا فرمائے ہیں چاہے وہ دولت ہو یا عقل اسکا انسانوں کے لیے جائز اور زیادہ سود مند استعمال اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو بانٹنا ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں کے لیے براہ راست حکم ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾

ال احزاب ۵۶۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں لہذا اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درود اور سلام اچھے طریقے سے بھیجو۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جو کہ پہلے سے ایمان کے حامل ہیں، مسلم ہیں یہ بتا کر کہ میں بھی یہی کام کر رہا ہوں تم کو بھی اسی کام کا حکم دیتا ہوں۔ اس آیہ مبارک میں اللہ تعالیٰ یہ حقیقت بھی بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا محور حضور ﷺ کی ذات پاک کو بنا دیا ہے۔ اس محور کی طرف رخ درست کر لینے سے انسان کامیابی کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کا ذکر ایک بارود کی طرح ہے اور حضور ﷺ پر درود بھیجنا ایک ہتھیار۔ اگر ہتھیار ٹھیک اور بارود موثر اور وافر مقدار میں جمع ہو جائے تو شیطان قریب نہیں آسکتے بلکہ ڈر کر دور بھاگ جاتے ہیں۔ یا پھر یوں کہہ لیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا سمندر آپکے دل میں موجزن ہے۔ اسکے نور کی روشنی پوری آب وتاب سے آپکے دل ودماغ پر چھا چکی ہے۔ تو لازمی اللہ تعالیٰ کی مخلوق آپکو محبت کے قابل دکھائی دیگی شیطانی جذبے (تمام بدترین خودغرضیاں نفرتیں۔ حسد۔ بغض۔ کینہ) آپ سے کوسوں دور چلے جائیں

Marfat.com

گے۔ وہاں سے ولایت شروع ہوتی ہے۔ دل و دماغ اور زبان سے بے اختیار سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کا ورد شروع ہو جاتا ہے۔ جسم و روح بالکل پھول کی مانند ہو جاتا ہے۔ آپکی عقل وسوچ، زبان جسم اور زیر تسلط تمام وسائل اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے لئے اللہ کی رحمت برسانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر چیز خوبصورت دکھائی دیتی ہے اسمیں اللہ کی حکمتیں نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ ہوتی ہے اللہ کریم سے دوستی اور پھر دوست (یعنی اللہ تعالیٰ) دوست سے کیا کرتا ہے یہ تو بعد کی بات ہے۔ بہر حال ان دوستوں کی پہچان اور ان کے لئے خوشخبری اللہ تعالیٰ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ یونس ۶۲۔ ترجمہ۔ جان رکھو جو اللہ کے دوست ہیں ان کو کوئی ڈر اور خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی غم۔

شہادت

نظریہ۔ موجودہ دور کا انسان چونکہ دنیا کی زندگی میں زیادہ گم ہو گیا ہے اور دنیا کی موت سے زیادہ خائف رہتا ہے اس لیے موت کے ساتھ تکلیف دہ قسم کی باتیں وابستہ کر کے شہادت کا موجودہ نظریہ کچھ اسی طرح کی تصویر پیش کرتا ہے کہ جنت کی

Marfat.com

لالچ میں کسی بھی طریقے سے خودکشی کا نام شہادت ہے۔ شہادت کا لفظی مطلب ہے شاہد ہونا یا گواہ ہونا یا دیکھ کر گواہی دینا اس لفظی مطلب کے اعتبار سے شہادت کا مطلب ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ یا اپنے خالق و مالک کا دیدار اہل جنت کے لیے سب سے بڑا تحفہ ہوگا۔ لہذا جو شخص اس دنیا کی زندگی میں اسی دنیا کی سب سے قیمتی چیز یعنی اپنی جان اپنی مکمل صلاحیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس آخری حد تک لگا دیتا ہے کہ جہاں اسکی جان قربان ہو جاتی ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس ایثار پر فوراً ہی بے چین ہو کر اسکو اپنا دیدار نصیب کرتے ہیں اور اسطرح وہ شہید بن جاتا ہے۔

یہاں چند باتوں کا خیال نہایت ہی ضروری ہو جاتا ہے ورنہ شہادت کی اس سادہ سی تعریف کا انتہائی غلط مطلب نکل سکتا ہے۔ اول دنیا کا ایک غریب اور رسوا شخص دنیا کی زندگی سے تنگ آ کر جنت کے لالچ میں خودکشی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اسکو شہادت نصیب کرنا نہ کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن ایسا لالچی اور مایوس شخص اللہ تعالیٰ کی قربت نہیں پا سکتا۔ شہداء کے بارے میں حضور پاک ﷺ کی یہ حدیث کہ وہ ہزار بار زندگی کی تمنا کریں گے کہ بار بار ان کو شہادت نصیب ہو۔ اس بات کی گواہی ہے کہ وہ اسی زندگی سے بے انتہا محبت کرتے ہیں کہ اس زندگی کے صحیح

Marfat.com

استعمال کی وجہ سے انکو شہادت نصیب ہوئی۔ حضور ﷺ کو واقعہ معراج کے دوران اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ کا قول ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ یعنی نماز ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی شہادت کی طرف لے چلتی ہے۔ اسی طرح کئی اولیاء کرام کو بھی اللہ تعالیٰ اس دنیا کی زندگی میں قلب و روح کی نگاہ سے شہادت نصیب فرماتے ہیں لیکن دوسری طرف بے شمار مسلمان نمازیں ادا کرتے ہیں لیکن انکو دنیا میں یہ شہادت نصیب نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اعمال ایندھن کی شکل میں معراج کے لئے نماز کو طاقت یا سلطان مہیا نہیں کرتے۔ معراج کیلئے بہت زیادہ اچھے اعمال کا ایندھن درکار ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ایک شخص محنت کر کے پیسہ کما کر ایک اچھا مضبوط ساؤنڈ سسٹم خریدتا ہے دور تک لوگوں کو اپنی آواز پہنچانے کے لئے یا ایک شخص دور دراز ملک جانے کیلئے کافی دولت جمع کر کے ہوائی جہاز کا سفر اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح ایک متقی مومن اپنے زیادہ بہتر اعمال کی دولت جمع کر کے اس کی طاقت سے نماز کے ذریعے معراج حاصل کر لیتا ہے۔

شہادت کا راستہ۔ شہادت حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقے پر عمل کرنا ضروری ہے:

ا۔ سب سے پہلے ایمان کا درجہ اول حاصل کیجئے دوئم یا سوئم درجے سے گزارہ

Marfat.com

نہیں چلے گا۔

۱۔ ایمان کے درجہ اول پر مضبوط طریقے سے قائم رہتے ہوئے اپنے تمام اعمال کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دیں۔

۲۔ تمام لالچوں جنت، دوزخ، عذاب، ثواب سے آزاد ہو کر اپنی تمام طاقتوں، صلاحیتوں اور اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مکمل طور پر لگا دیں۔

۳۔ خودکشی کی راہ سے بچنا از حد ضروری ہے یعنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کی ضرورت پڑنے پر بے دریغ قربان کرنے کے لیے تیار ہونی چاہیے۔ لیکن غیر ضروری طور پر اسکو ضائع کرنے کی غلط کوششوں سے بچا کر رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس تحفے کی اللہ تعالیٰ کے کام کرنے کے لیے حفاظت کریں۔

۔ عقل اور عمل سے اپنی قابلیتوں کو آراستہ کریں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور بڑھائیں۔ تا کہ زیادہ بہتر طریقے سے دوررس اثرات والے اور رہتی دنیا تک قائم رہنے والے اعمال شروع اور جاری کر سکیں۔

۔ مسلسل اپنے اعمال کا محاسبہ بھی کرتے رہیں تا کہ نادانی یا غفلت میں شروع کیۓ گئے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے لیے نقصان دہ کاموں کی بروقت روک

Marfat.com

تھام کی جا سکے۔

۷۔ اپنے ہر فائدے، نقصان تکلیف وغم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے نقصان میں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور حکمتیں تلاش کریں۔

۸۔ اس دنیا اور دنیا کی زندگی سے جڑے رہنا بہت ضروری ہے اور اپنے درجے اور مقام کا احساس کرتے ہوئے وقت کی پکار کو سنیں اور محسوس کریں۔ اسکے مطابق اپنا طرز عمل طے کر کے شروعات کریں۔

۹۔ نماز روزہ اور پرہیزگاری سے اپنی ذاتی انا کو گرفت میں لیں اور اسکو قابو میں رکھتے ہوئے ایسے اعمال نظریات اور جہاد سے بچیں جہاں آپ معصوم انسانوں خواہ وہ قریبی رشتے دار ہوں یا دور کے لوگ ان کی زندگیوں میں زہر گھول کر خود ساختہ میدان جنگ پیدا کرلیں۔

مندرجہ بالا باتوں پر ثابت قدمی سے عمل درآمد انشاءاللہ تعالیٰ کسی بھی مسلمان مومن کو شہادت سے ہمکنار ضرور کردے گا۔

Marfat.com

وقت اور عمل کی باہم رشتے داری

دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی میں اصل فرق یہ ہے کہ دنیاوی زندگی ٹائم ر space کی قید و بند میں جکڑی ہوئی ہے اور اعمال کے حساب کتاب سے سوب ہے۔ جب کہ آخرت کی زندگی ٹائم اور سپیس کی قید و بند اور حساب کتاب ں جکڑ سے آزاد ہے۔ دنیاوی زندگی موٹے موٹے طور پر تین عوامل کی قید میں زرتی ہے۔

وقت

۔ سپیس (اس میں تمام ذرائع مال و دولت علم اولاد اپنا جسم غرض ہر چیز شامل ہے)

۔ حساب کتاب (وقت اور سپیس کے استعمال کے بارے میں)

قت

اس دنیا کا وقت اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت اور کرم سے ہمارے لیے سکیڑ کر ہت چھوٹا کر دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا لاڈلا نائب دنیا کی سختیوں میں زیادہ دیر تک نہ ے بلکہ وہ جلد امتحان دے کر کامیاب ہو کر اپنے اصل مقام کی طرف عیش کی ندگی میں جا کر رہے۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

Marfat.com

اللہ کا کرم

اللہ تعالیٰ کا ایک دن — سال

اللہ تعالیٰ کا ایک — ...سال ہماری زندگی

اللہ تعالیٰ ... — ...دن

اللہ تعالیٰ — ...نیاوی دن

اللہ تعالیٰ — ...یاوی دن

قرآنی فار...

اللہ کا ایک گھنٹہ

اللہ کا ایک منٹ

اللہ کا ایک سیکنڈ

مہیا عملی...

دن رات ش...

سال

بے عملی کی...

حصہ نیند 1/2

یعنی 8 گھنٹے روزانہ

نوٹ۔ اس چارٹ میں دن رات...

Marfat.com

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾

الحج ۴۷۔ ترجمہ۔ اور (اے محمد ﷺ) تم سے عذاب، مانگنے میں جلدی کرتے ہیں۔ اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کریگا اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾ السجدہ۔۵۔

ترجمہ۔ کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا۔ اس دن کہ جسکی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔

اللہ کے دیئے ہوئے فارمولے کے مطابق اس دنیا میں ایک 60 سالہ زندگی والا انسان صرف ڈیڑھ گھنٹہ گزارتا ہے۔ اس ڈیڑھ گھنٹے کے آرام کے لیے اتنی تگ و دو کرتا ہے جس میں تقریباً تیسرا حصہ آدھے گھنٹے یعنی 20 سال کی نیند ہوتی ہے تقریباً 14 سے 18 منٹ کا بچپن ہوتا ہے۔ 60 سال میں سے ٹوٹل 40 سال کی زندگی عملی زندگی ہوتی ہے جس میں سے نیند کے تقریباً 13 سے 14 سال نکال لیں تو پیچھے بچے 27 سال یعنی 35 سے 38 منٹ ہیں جس میں اختیارات اور ٹائم اور سپیس کے استعمال کا حساب دینا ہے۔ جب کہ اس دنیا میں انسان کا امتحان بطور

Marfat.com

لیڈر (نائب) تو دوسروں کے لیے آرام پیدا کرنے کا ہوتا ہے۔ عقل کے استعمال
کے ساتھ دوسروں کے ساتھ مل جل کر بہتر تعلقات کے ساتھ اچھا گزارہ چلانے کا
ہوتا ہے، لیکن وہ اس انتہائی چھوٹے سے سفر یا ٹھراؤ کے لیے کیا کچھ نہیں کرتا۔ اور اس
بہت ہی لمبے ہمیشہ ہمیشہ والے ٹھراؤ کو یکسر بھلا دیتا ہے۔ عقل مندی کا تقاضا ہے کہ
اس چھوٹی زندگی کے اوپر ایک انتہائی لمبی ابدتک رہنے والی زندگی کو ترجیح دی جائے۔

ایک اور اہم بات اس قرآنی فارمولے سے واضح ہوتی ہے کہ دنیا کی ریکارڈ
شدہ تاریخ جو انسان ڈھونڈ سکا ہے چھ ہزار سال سے زیادہ پیچھے نہیں پہنچ سکی یعنی جو
دن کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے۔

فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ الشعراء ۱۰۲۔ ترجمہ۔ اور اگر اب ہمیں موقع
ملے تو پھر ضرور ایمان لائیں۔

اس آیہ میں اللہ ان لوگوں کی نشان دہی فرماتے ہیں جو برے اعمال کے ساتھ
جب پہنچیں گے تو دوبارہ وقت مانگیں گے لیکن اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یہ پھر وہی
کریں گے کیونکہ ان کی انا اب بھی قابو میں نہیں ہے اور ان کو اب بھی ا
صلاحیتوں پر اتنا گھمنڈ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے اختیار سے ضرور کامیاب اعمال
لیں گے۔ جبکہ یہ تو سراسر اللہ کی رحمت اور کرم پر مبنی ہے۔ بنیادی طور پر یہ بیوقو

Marfat.com

لوگ ہیں جن کی عقل نے اس دنیا کی زندگی میں بھی کام نہیں کیا اور جب اللہ کے سامنے پیش ہوئے تو بھی بے عقل ہی رہے۔ اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کے امتحان میں عقلمند کامیاب ہوتے ہیں اور اللہ کو عقلمند نائب چاہئیں ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي يُحْيِ وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٨٠﴾

المومنون ۸۰۔ اور وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت اور اسی کی طرف سے ہے دن رات کا بدلنا (یا مختلف ہونا) تو کیا تم عقل نہیں کرو گے۔

(عقل کے استعمال کی طرف اللہ تعالٰی نے قرآن میں ۴۹ مرتبہ توجہ دلائی ہے)

عمل

وقت اور سپیس کے مشترکہ استعمال سے عمل پیدا ہوتے ہیں۔ یہ استعمال اللہ کے لیے اور اللہ کی مرضی کے مطابق ہو تو اچھے عمل پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر اللہ کو ناپسند ہو تو برے اعمال پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ایک اور دلچسپ بات ہے کہ وقت یا سپیس میں سے کسی ایک کے آزادانہ استعمال کے ساتھ عمل پیدا ہو ہی نہیں سکتا دونوں کا استعمال ضروری ہے۔ یعنی فرض کریں کہ آپ سپیس کو پکڑ کر قابو میں رکھیں اور اسکی حالت بدلنے نہ دیں کچھ تو وقت اس صورتحال میں گزرے گا جتنا وقت یہ

Marfat.com

سپیس آپکی قید میں رہی تو ان دونوں کے ملاپ سے ایک عمل پیدا ہو گیا۔ جس مقصد کے لیے آپ نے سپیس ہولڈ کی (روکی) تھی اور کیا اس سپیس کا وقت کے اس حصے کی قید میں اللہ کی مخلوق کو جو بہتر فائدہ ہونا چاہیے تھا، ہوا یا نہیں ہوا، یہ وہ عوامل ہیں جو عمل کی اچھائی یا برائی کا فیصلہ کرائیں گے۔ مختصراً یہ ایک بڑے ہی زبردست حکمت والے مالک کا تخلیق کردہ کھیل ہے جسکا قرآن حکیم میں تین مرتبہ ذکر ہے کہ

یہ دنیاوی زندگی تو کھیل تماشا ہے اور مال، اولاد سب دنیاوی زندگی کی آرائشیں ہیں۔ اصل میں تو آخرت کی زندگی ہے جو ابد تک رہنے والی ہے۔ اور اس کھیل تماشے میں ہار جیت کا فیصلہ مال اور ذرائع کے جائز اور ناجائز استعمال پر مبنی ہوگا۔ قوانین کی جتنی خلاف ورزی ہوگی اتنا ہی خسارہ ہوگا اور جتنی پابندی ہوگی اتنا ہی فائدہ ہوگا۔ اس فائدے اور نقصان کا انصاف کے تقاضوں کے مطابق باریک بین ترین حساب کتاب ہوگا۔

حساب کتاب کے بارے میں قرآنی قوانین

يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ﴿٦﴾ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾

الزلزال ٦_٨

ترجمہ: اس دن انسانوں کو بکھرے ہوئے گروہوں میں لیجایا جائیگا تا کہ انکو انکے اعمال دکھائے جائیں۔ پس جس نے ایک ذرہ کے برابر نیک عمل کیا

Marfat.com

ہوگا اسکو دیکھے گا اور جس نے ایک ذرہ برابر برائی کی ہوگی اسکو دیکھے گا۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِن قُرْءَانٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا
عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي
الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ

یونس ۶۱۔ ترجمہ۔ اور تم کسی کام میں ہو۔ اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو۔ ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو اور تمہارے رب سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں۔ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكُ حَسَنَةً
يُضَٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ النساء ۴۰۔

ترجمہ۔ اور اللہ ان کو جانتا ہے۔ اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوگنا کرتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے

آخرت کے شکاری اور دنیا کے خریدار: اس دنیا میں طرح طرح کے شکار پائے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح اس شکار کو حاصل کرنے والے قسم قسم کے شکاری بھی پائے جاتے ہیں۔ مختلف علاقوں میں شکار کیلئے مختلف قوانین بھی پائے جاتے ہیں اور کچھ ملکوں نے تو بڑی بڑی شکار گاہیں شکاریوں کی سہولت کیلئے مختص کر

Marfat.com

رکھی ہیں۔ شکاری قوانین کی پابندی کرنے والے شکاریوں کے لیے کچھ رعایات
بھی ہوتی ہیں جو کہ پابند شکاریوں کو حاصل رہتی ہیں اور حدود کی پابندی نہ کر
والے شکاریوں سے چھین لی جاتی ہیں۔ بلکہ ان کو ایک قسم کے ڈاکو کا درجہ دیا جا
ہے اور ڈاکے کی نوعیت کے مطابق اسکی سزا بھی دی جاتی ہے اور شکار کی سہولتو
سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ کچھ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور مومن بندو
کیلئے بھی جہالت سے بھرپور مقامات کو شکارگاہوں کے طور پر محفوظ کر رکھا ہے
وہاں ان کیلئے کم نیکی اور بھلائی مفت کی عبادات وریاضات کا شکار آخرت
کامیابی کے لیے فراوانی سے مہیا کر رکھا ہے۔ ان شکارگاہوں میں ذرا سی محنت ا
ہوشیاری سے مومن اور متقی بے شمار عبادات اور نیکیوں کا ثواب آخرت کے حسا
میں جمع کر لیتے ہیں۔ جس طرح ان شکارگاہوں میں شکار کی نوعیت مختلف ہے ا
طرح یہاں کے شکاری اصول اور ہتھیار بھی مختلف ہیں۔ ان شکارگاہوں کے ہتھ
صبر برداشت اور اللہ توکل ہیں جبکہ دانہ اور چارہ نیکی اور اچھائی ہیں۔ عام طور
اچھے مضبوط اعصاب کے مالک، شوقین اور مستقبل مزاج شکاری پوری پوری شکار
پر قبضہ کر کے پورا کا پورا شکار ختم کر دیتے ہیں حتیٰ کہ کسی اور کے لئے کچھ بچتا ہی نہ
یعنی ہوتا یہ ہے کہ یا تو سارے لوگ مکمل نیک ہو جاتے ہیں اور یا پھر اتنے بدکار

Marfat.com

جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر حجت تمام کر کے ان کو تباہ کر دیتے ہیں۔

شکار کا طریقہ کار برائی کے جنگل میں جب ایک نیکو کار جاہلوں کے آگے اچھائی کا دانہ پھینکتا ہے تو جہاں جہاں دانہ گرتا ہے اور جس جس جاہل کو اس کا پتہ چلتا ہے وہ اس پر دنیاوی برائی اور کیچڑ کا طوفان جو کہ مذاق، طنز، چغلی بہتان جھوٹ اور ذاتی تکالیف کی صورت میں پہنچانا شروع کرتے ہیں۔ یہاں شکاری کو بہت مستعدی کے ساتھ صبر کی بندوق سے تحمل کے ساتھ نشانہ لگا کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور جوں جوں بہتان تکالیف اور طنز کا شکار اس کے نشانے پر آتا ہے اسکو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کی گولی شکر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے بارود سے چلانی پڑتی ہے۔ نتیجتاً دو قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ ایک، یا تو جاہلوں کے پاس جتنی بھی اچھائیاں مثلاً ماں باپ، اولاد یا کسی اور سے صلہ رحمی یا کچھ عبادات۔ ان میں سے کچھ یا ساری زیادتی کی وجہ سے شکار کے طور پر اچھائی کرنے والے انسان کے حساب میں چلی جاتیں ہیں۔ دوسرے، یہ کہ جن جاہلوں یا بروں کے حساب میں ماضی میں کی ہوئی کسی قسم کی کوئی نیکی بچت میں موجود نہیں ہوتی ان کو نیک شخص کے اتنے ہی گناہ یا برائیاں منتقل ہو جاتی ہیں۔ جس سے شکاری کا اپنا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور وہ برائیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ شکاری اگر مستقل مزاجی سے اپنا کام

Marfat.com

جاری رکھے تو ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہ صرف شکار اور ساتھ ساتھ عام فرائض پورے کرنے پر ہی ولایت کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔

مندرجہ بالا عمل کو دنیا کی نگاہ سے دیکھا جائے تو آخرت کا شکاری بڑا ہی معصوم اور مظلوم نظر آئے گا اور بظاہر شکار جو کہ دنیا کا انسان ہے شکاری نظر آئے گا۔ کیونکہ جب دنیاوی انسان اس شکاری کو دھوکہ دیتا ہے تو وہ دھوکہ کھالیتا ہے اور جب جھوٹ بنا کر اصرار کرتا ہے تو وہ یقین کر لیتا ہے۔ الزام تراشی کی جاتی ہے تو جوابی الزام تراشی نہیں کرتا بلکہ تحمل کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کوئی زیادتی کرتا ہے تو جوابی زیادتی کے بجائے تحمل مزاجی کے ساتھ اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے قانون کی مدد یا اس کے بغیر مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اور جہاں تک اخلاقی اور قانونی طور پر ممکن ہو اس کا پیچھا کرتا ہے اور اس کے بعد معاملہ اللہ پر چھوڑ دیتا ہے۔ حقیقی زندگی میں یہ تمام زیادتی اور فراڈ کرنے والے ایک قسم کے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ غلام ہیں جو کہ مسلسل کسی نیک شخص کی آخرت کے لئے محنت کر رہے ہیں۔ اور بدلے میں دنیا خرید لیتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٨٦﴾

البقرہ ۸۶۔ ترجمہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کو آخرت کے بدلے خریدتے ہیں

Marfat.com

ان کی سزا کم نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔

اپنے جائز حقوق قانون کے مطابق حاصل کرنا اور برقرار رکھنے کا ہر انسان کو حق حاصل ہے۔ کسی کی تصحیح کرنا بھی بہت اچھی بات ہے۔ لیکن کسی مسئلے کو اپنی ذاتی انا کا مسئلہ نہ بنانا اور چھوٹی موٹی باتوں پر معاف و درگزر کرنا زیادہ افضل ہے۔

ایک کہانی

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اپنے دربار کے دوران اپنے ایک وزیر کو تین اشرفیاں دیں اور کہا کہ ایک اشرفی کا اب لے آؤ۔ دوسری کا تب لے آؤ اور تیسری کا اب نہ تب۔ وزیر نے بڑی سعادت مندی کے ساتھ تین اشرفیاں لیں اور چل پڑا تمام درباریوں پر سناٹا چھا گیا اور وہ حیران پریشان تھے کہ بادشاہ کو کیا ہوا ابھی تک تو دماغی لحاظ سے بالکل ٹھیک ٹھاک نظر آرہا تھا اچانک کیا بہکی بہکی باتیں کرنے لگا۔ اور وزیر اس سے بھی زیادہ بیوقوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً وہ تینوں چیزیں لینے چل پڑا۔

دوسری طرف وزیر نے بھی یہ سوچا کہ واقعی بادشاہ کو اتنا عجیب خیال آیا کہ لگتا ہے کہ عقل کھو بیٹھا ہے۔ چونکہ بادشاہ بہت سخت بھی تھا اس لیے ذلت یا سزا کے ڈر

Marfat.com

سے بغیر چوں چرا کیئے تین اشرفیاں لے کر چل نکلا تھا۔ راستے میں اسکو ایک اور درباری ملا جو اپنی عقلمندی اور حاضر جوابی کی وجہ سے مشہور تھا۔ اس سے وزیر نے اپنا مسئلہ بیان کیا اور کہا کہ تم آج میری عزت رکھ لو اور یہ کام خود کر کے بادشاہ کو میری جگہ جواب دے دو اور بتانا کہ مجھے کوئی ضروری کام پڑ گیا ہے اور میں شہر سے باہر جا رہا ہوں۔ اور اس درباری کو تین اشرفیاں دے کر وہ شہر سے باہر چلا گیا۔ اس عقلمند درباری نے ایک اشرفی کی مٹھائی لی اور پھر آگے چل پڑا راستے میں اسکو ایک فقیر اللہ کے نام پر مانگتا ہوا ملا۔ اس فقیر کو درباری نے ایک اشرفی دے دی۔ اس کے بعد وہ درباری ایک شہر کی مشہور رقاصہ کا ناچ دیکھنے چلا گیا۔ اور ناچ دیکھ کر تیسری اشرفی اس رقاصہ کو دے دی۔ اس کے بعد وہ واپس بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا اور بادشاہ کو بتایا کہ آپکے وزیر کو کوئی ضروری کام پڑ گیا تھا۔ اس پر بادشاہ نے سوال کیا کہ کہاں ہے اب۔ تو اس نے وہ مٹھائی پیش کر دی اور کہا جو چیز آپکے حال کو درست کرے یا اس دنیا میں فائدہ دے وہ اب ہے۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ کہاں ہے تب۔ تو اس عقلمند درباری نے کہا کہ وہ میں نے اللہ کے نام پر ایک ضرورتمند کو دے دیا ہے اس خرچے کا بدلہ آپ کو تب ملے گا جب آپ اللہ کے پاس دوسرے جہان میں جائیں گے۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا لیکن طنز سے پوچھا کہ کہاں

Marfat.com

ہے اب نہ تب۔ عقلمند درباری نے بڑے سکون سے جواب دیا۔ بادشاہ سلامت اس ایک اشرفی سے میں نے اس شہر کی مشہور رقاصہ کا ناچ دیکھا جسکا نہ تو اب کوئی فائدہ ہوا اور نہ ہی تب (آخرت میں) کوئی فائدہ ہوگا۔

ایک عقلمند انسان کے لیے اب سے زیادہ تب کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے اور وہ اب میں ایک مناسب توازن کے ساتھ اپنے آپکو سنبھالے رکھتے ہوئے زیادہ خرچہ تب کے لیے کرتا ہے۔ جو کہ انسان کا اصل ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تلاش

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ الحدید۴۔

وہ تمھارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو اور وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ یہاں وقت کے استعمال اور اعمال کے حوالے سے مختصراً تفصیلات کے بغیر اللہ کی تلاش کے بارے میں لکھا جائے گا۔ یہ تلاش اس سوال سے شروع کی جاسکتی ہے کہ ہمارے اللہ کہاں ہیں کیسے ملتے ہیں؟ لینے دینے اور اچھے اور برے رویئے میں۔ جو ہمیں رزق دیتے ہیں جو ہمیں چھت اور لباس دیتے ہیں۔ جو ہمیں کبھی اچھے حالات اور رویئے کی صورت میں ملتے ہیں اور کبھی برے رویئے کی صورت میں ملتے ہیں۔ کم یا زیادہ وسائل دے کر انکے استعمال کا حساب کتاب کرنے کی صورت میں۔

Marfat.com

کن صورتوں میں ملتے ہیں۔ ماں باپ بہن بھائی اولاد ہمسائے بڑے بزرگوں قریبی یتیم بیواؤں، مسکینوں اور فقیروں کی شکل میں۔ اسکول میں اساتذہ اور باقی بچوں کی شکل میں۔ سفر میں ہمسفروں کی شکل میں۔ اس اچھے یا برے ماحول میں جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ڈالا ہے۔ پیشہ ورانہ ماحول میں کاروباری ساتھیوں کی شکل میں یا دفتری ملازمین اور افسران بالا کی صورت میں۔ اس آزاد ملک کی شکل میں جس کی آزاد فضاؤں میں ہمیں آزادی کی سانسیں نصیب ہوتیں ہیں۔ یا ان غلام ملکوں اور غلامی کے ماحول میں جہاں غلامی اور تکلیف کا ماحول ہوتا ہے۔

ایسے کیوں ملتے ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ مندرجہ بالا تمام ظاہری اشکال اور باتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ ہمیں یا کسی ایک انسان کو ہر روز ملتے ہیں۔ اور ان ظاہری واقعات اور رویوں سے اللہ تعالیٰ ہمارا امتحان لیتے ہیں کہ آیا ہم اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ اور ہم غیب پر ایمان رکھتے ہیں کہ نہیں۔ یا ظاہر میں کھو کر اللہ کو بھول جاتے ہیں (ظاہر دنیا ہے) اصل میں تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کے پیدا فرمانے والے ہیں۔ ہر اچھائی اور برائی دینے والے ہیں۔ جب چاہیں جہاں چاہیں جیسے چاہیں کرنے والے ہیں۔ ہماری طرف سے پہچان کا اظہار مختلف اعمال کی صورت میں ہمارے رویے سے ہوتا ہے۔ اگر ہم نے اللہ کو پہچان لیا ہے تو پھر بری سے بری صورت میں

Marfat.com

بھی ہمارا جوابی رویہ بُرا ہو ہی نہیں سکتا لیکن اگر ہم نے نہیں پہچانا تو پھر اچھی سے اچھی صورتحال میں بھی ہمارا رویہ بُرا ہونے کا گمان بہت بڑھ جاتا ہے۔ اگر اللہ کی وحدانیت اور ملوکیت کا یقین نہ ہو اور ساتھ ساتھ حساب کتاب (قیامت) اور جزا سزا (آخرت) کا یقین بھی نہ ہو تو دنیا میں نیکی ایک سراسر بیوقوفی سے کم نہیں رہتی۔ کیونکہ نیکی تو سراسر قربانی اور دنیاوی وسائل لٹانے کا دوسرا نام ہے۔ جبکہ برائی دنیاوی کامیابی کیلئے وسائل اور آسائشیں اللہ کے ناپسندیدہ طریقوں سے جمع کرنے کا نام ہے۔

ناپسندیدہ طریقے

1. شرک۔ مثلاً آج کل روپے یا ڈالر کی طاقت پر یقین کہ اس کے بغیر کام نہیں ہو سکتا (کہ نعوذ باللہ یہ اللہ سے زیادہ طاقتور ہے)۔ اس کے علاوہ اور بے شمار صورتوں میں۔

2. جھوٹ۔ کچھ (دنیاوی فائدہ) حاصل کرنے کیلئے یا کسی نقصان (دنیاوی سے بچنے کیلئے)۔

3. غیبت۔ فساد پھیلانے کیلئے یا کوئی بلاواسطہ فائدہ اٹھانے کیلئے۔

4. جسمانی لذت یا انا کی تسکین کا تعلق بھی دنیاوی عزت سے ہے آخرت سے نہیں

5. بہتان

Marfat.com

6. اس کے علاوہ بے شمار اور برائیاں۔

قصہ مختصر ایمان بالغیب یا اللہ کی پہچان کا اظہار نیک، متقی اور محنت کش رویے سے ہوتا ہے جو دوسروں کیلئے اپنے ذاتی فائدے کی قربانی والے نیکی اور احسان سے بھرپور اعمال کی صورت میں ہو۔ ان اعمال سے قربانی مسلسل چھلکتی نظر آتی ہے اور تمام مخلوقات کا مسلسل فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے۔ جبکہ ایمان بالغیب سے انکار یا اللہ کی پہچان میں ناکامی کا اظہار برے رویے کے ذریعے دوسروں کی قربانی پر اپنی ذات کیلئے دنیاوی فوائد اور لذتیں اکٹھی کرنے کی صورت میں نظر آتا ہے۔

کام کی باتیں

اب جبکہ ہم جان چکے ہیں کہ وقت اور عمل ایک خاص رشتے میں ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے آخرت کے جزاء سزا والے سسٹم کے علاوہ بھی دنیاوی انسانی زندگی کا انحصار لین دین رشتے داریوں اور ہر قسم کے کاموں میں اعمال کے اوپر ہے۔ ہر انسان کی ساکھ معاشرتی اور پیشہ ورانہ طور پر اسکے ماضی کے اعمال اور انکے نتائج پر مبنی ہے، یعنی اگر ایک انٹرمیڈیٹ کا شاگرد میڈیکل یا ایم اے، بی اے میں داخلے کا خواہشمند ہے تو اسکو علمی قابلیت کا ایک خاص معیار دکھانا پڑے گا جو کہ پچھلے کئی سال کی مسلسل محنت عقل کے استعمال سے ایک اچھے تعلیمی

Marfat.com

ریکارڈ اور اچھے نمبر حاصل کرنے کی صورت میں سامنے آئے گا۔اسی طرح کسی انسان کو جھوٹا چور یا ڈاکو اسوقت تک نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ پچھلے گزرے ہوئے وقت کی ٹکڑیوں میں چوری ڈاکے جیسے اعمال باندھ نہ چکا ہو۔اب ایک ڈاکو سے شریف اور با اخلاق انسان بننے کے لیے پھر سے اسکو وقت اور سپیس درکار ہے جسکے استعمال سے وہ وقت کی ٹکڑیوں میں شرافت اور اچھے اخلاق سے بھرپور مسلسل اعمال باندھ کر اچھا اور شرافت سے بھرپور ماضی پیدا کرتا ہے تب جا کر اسکو شریف اور با اخلاق انسان کہا جائے گا۔اس شرافت اور دیانت کے سفر میں اعمال کی قسمیں بھی یاد رکھنی چاہئیں کہ اچھے یا برے اعمال کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہوتی ہیں۔

۱۔ کم عمر والے اعمال۔یعنی جن کا فوری بدلہ یا نیکی لکھی جاتی ہے۔اس کے بعد وہ عمل ختم ہو جاتے ہیں یا صرف ریکارڈ تک محفوظ رہتے ہیں۔

۲۔ لمبی عمر والے اعمال۔جو ایک مرتبہ کرنے کے بعد جاری رہتے ہیں اور ان کا جاری رہنے کے ساتھ ساتھ ان کو شروع کرنے والے اور جاری رکھنے والوں کو مسلسل فائدہ ہوتا رہتا ہے۔اور جب تک کام جاری رہتا ہے اللہ کی طرف سے اجر بھی ملتا رہتا ہے۔

لہذا انسان کو یہ حقیقت کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ اس امتحان میں بہت ہی

Marfat.com

سنجیدگی کی ضرورت ہے یہ اپنی زندگی کا سوال ہے نہ کہ دوسروں کی زندگی کا
زندگی کو بچایا جائے اور فلاح کے راستے پر ڈالا جائے۔ اعمال کو دو حدود کے در
رکھنا ضروری ہے ایک طرف اللہ کی مخلوق کے لیے تکلیف اور دکھ کا باعث نہ ہو
دوسری طرف وہ تمام مخلوقات کے لیے سراسر فائدہ مند ہوں تو پھر انسان کو تسلی
جانی چاہیے کہ اسکے اعمال صالح ہیں۔ صالح اعمال کے ساتھ اللہ کا ذکر چھوٹ گ
پھر غیر محسوس طریقے سے شیطان انسان کو گھسیٹ کر برائی کے راستے اسطر
لیجاتا ہے کہ انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ ان سب باتوں کے ساتھ ایک اور اہم با
بھی ہے کہ دل کے اندر خلوص اللہ کے لیے ہونا چاہئے یعنی نیت ٹھیک ہونی چاہ
کیونکہ بعض اوقات اچھے اعمال برے نتائج اور کاموں کیے لیے بھی کیے جاتے
اور اس کمال منافقت کے ساتھ کیے جاتے ہیں کہ ان میں فرق کرنا بھی ممکن نہیں
لہذا یاد رکھا جائے اللہ دل کے اندر کی باتوں کا بھی حساب لے گا۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ
قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ (۲۲۵) البقرہ ۲۲۵۔

ترجمہ۔ اور اللہ ایمان میں لغو باتوں پر نہیں پوچھے گا بلکہ دل کے اندر کی بات
(نیت) پر پوچھے گا۔ اور اللہ بہت معاف کرنیوالا اور برداشت کرنے والا ہے۔

Marfat.com

مثبت سوچ پیدا کرنے کا طریقہ

اپنی سوچ میں مثبت انداز پیدا کرنے اور موجودہ سوچ کی خامیاں تلاش کرنے کیلئے ذیل میں دیئے گئے سوالات کی مشق کا ایک سیٹ دیا گیا ہے۔ اس کو انفرادی یا اجتماعی طور پر حل کرنے سے اچھائی اور برائی میں فرق کرنے اور اچھائی کا راستہ اختیار کرنے کا شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے مباحثے مثبت سوچ والے دوستوں کی مجلس میں بیٹھ کر کریں۔ عام حالات میں بھی تو دوستوں میں کافی گپ شپ ہوتی ہے جس کا اپنی ذات اور کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک لفظ بڑا ہی قیمتی ہیں ان سب کا حساب کتاب اس نازک سی جان نے ہی دینا ہے۔ کیا پتہ اگلا جو لمحہ ہمیں ملا ہے وہ ہی آخری ہو لہٰذا اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہئے اور اپنی زندگی کا ہر آنے والا لمحہ پہلے سے بہتر طریقے سے گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ہر آن اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

Marfat.com

زندگی کا مقصد

1۔ میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟

2- میں نے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کیا صحیح سمت اور ٹھیک طریقہ سے خدا تعالی کے بتائے ہوئے احکامات کی روشنی میں طرزِ عمل اپنایا ہے؟

3- میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کیا کیا ہے؟

4. کیا میں نے اپنے کام اور کارکردگی کو اعلیٰ ترین حد تک ٹھیک کرنے کیلئے کوشش کی اگر نہیں تو کیوں اگر کی تو کس حد تک؟

5- میں نے اپنے گھر اپنے ادارے اور محلے کی کن کن چیزوں کو درست کیا ہے اگر نہیں تو کیوں؟ میں نے کون سے ایسے کام کیے جن کی وجہ سے ان سب کو نقصان پہنچا اور کن کاموں کی وجہ سے ان سب میں ترقی ہوئی؟

6- میں نے ابھی تک اپنے زیر دست کی سوچ درست اور صحیح سمت میں کرنے اور بہتر تربیت کے لئے کیا اقدامات کیے ہیں؟ اور ان اقدامات میں کس حد تک کامیابی ہوئی ہے؟

7- میں انسانوں کے لئے کتنا فائدہ مند ہوں؟

8- میں نے اپنی اولاد کی بھلائی کے لئے کیا کیا؟

Marfat.com

9- میں نے اپنے ماں باپ کے ساتھ کیا بھلائی کی؟

10. میں نے انسانوں اور باقی مخلوقات پر کتنے احسان کئے؟ کیا کرنے کے بعد ان کو جتایا یا بھول گیا؟ کیا میں ان احسانات کے بدلے کی امید رکھتا ہوں؟

11. کام چوری، دھوکہ بازی، جھوٹ بولنا اور غداری یہ ساری چیزیں کون کرتا ہے اور کیسے کی جاتی ہے؟

12- حرام خوری کیا چیز ہے؟

کام چوری اور حرام خوری میں کیا فرق ہے؟

13- کیا میری سروس یا کاروبار میں حرام خوری بھی ہو سکتی ہے۔ کیسے اور کہاں کہاں۔

14- حرام خوری سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

15- حلال خوری کیسے کی جا سکتی ہے؟

16- اللہ تعالیٰ کی، اسلام کی اور ہمارے ملک کی کیا امیدیں انسان سے وابستہ ہیں۔

17- اپنی کمائی اور تمام دی گئی سہولتوں کا ایک ایک ذرہ خالصتاً حلال کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

Marfat.com

انسانیت

1. اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں کیوں پیدا کیا ہے؟

2. انسان کی کیا ذمے داریاں ہیں؟

3. ایک انسان اور شیطان میں کیا فرق ہے؟

4. وہ کون سی ایسی مجبوریاں ہیں جو ایک انسان کیلئے اللہ کے کاموں میں رکاوٹ بنتی ہیں؟

5. اور وہ مجبوریاں کس طرح ایک انسان کو اللہ سے دُور کرتی ہیں؟

6. انکی وجہ سے کتنے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

7. ایک انسان کس طرح اپنے آپ کو منفی اثرات سے نکال سکتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ کام اپنے رب کیلئے کر سکے؟

8. ایک انسان اپنی قابلیت کس طرح بڑھا سکتا ہے؟

9. کس طرح ایک انسان اپنی ذاتی معاشرتی اور دینی کاموں کے درمیان توازن رکھ سکتا ہے؟

10. کیا ایسا کوئی طریقہ ہے جس سے ایک انسان ایک مثالی ذاتی اور پیشہ ورانہ اور ایک مثالی دینی زندگی گزارے؟

11. ایک نائب کی شخصیت میں کون سے بری یا اچھی بیرونی قابلیتیں ہونی چاہیں؟

Marfat.com

مندرجہ ذیل مثالوں سے دنیاوی زندگی میں دو مختلف سوچ رکھنے والے مینجروں میں مختصر سا فرق دیا گیا ہے اس طرح کے فرق کو تفصیل مدد واضح کریں۔

...چھا اور وفادار	بُرے لاتعلق اور باغیانہ
...۔ خوشی اور رضا کاری سے احکامات ...کو وصول کرتا ہے۔	۱۔ احکامات کو ہچکچاہٹ اور بے دلی کے ساتھ وصول کرتا ہے۔
...۔ تیزی کے ساتھ احکامات کو پورا ...کر کے انجام دہی کو یقینی بنانا۔	۲۔ عمل درآمد بہت زیادہ ہچکچاہٹ کے ساتھ کرتا ہے۔
...۔ چست حاضر دماغ، کام کے ...وہ فالتو باتوں پر نہ توجہ دیتا اور نہ ہی ...ی خیالات کو دماغ میں جگہ دیتا ہے	۳۔ ذہنی طور پر گُم رہتا ہے اور اپنے ذاتی دلچسپی کے معاملات میں کھویا رہتا ہے اس لیے دیئے ہوئے احکامات کو صحیح طور پر نہ ہی سمجھتا ہے اور نہ ہی عمل کرتا ہے۔
...۔ اپنے اختیارات اور طاقت کا ...ز اور پورا استعمال کرتا ہے۔	۴۔ کام اور زیر دست انسانوں (یعنی اولاد وغیرہ) سے مکمل بے خبر پڑا رہتا ہے۔

Marfat.com

۵۔ ہر کام کی پراگریس کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔	۵۔ ذہنی کشمکش کی وجہ سے کام سے دوری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور گدھے کی طرح لاٹھیاں کھا کر کام کرتا ہے۔
۶۔ جب شاباش ملتی ہے تو خوشی سے اور زیادہ بہتر کام کرتا ہے	۶۔ دھکے اور لاتیں پڑنے پر نظام کی خامیوں کی شکایت کرتا ہے اور اپنی ان قابلیتوں کی ڈینگیں مارتا ہے جن کا کام سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ نظام کو ظالمانہ کہہ کر اپنی انا کا پرچار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
۷۔ اچھا اور بہترین نتیجہ دیتا ہے۔	۷۔ کام کر ہی نہیں سکتا یا انتہائی بُرا نتیجہ دیتا ہے۔

Marfat.com

بُرائی اور اچھائی کی پہچان

1. مندرجہ ذیل بُرائیوں پر تفصیل سے بحث کریں۔

ا۔ جھوٹ

ب۔ دھوکا بازی

پ۔ کام چوری

ت۔ حرام خوری

ٹ۔ بغاوت اور غداری

ث۔ بے وفائی

ج۔ بے وقوفی کیا یہ بھی ایک بُرائی ہے؟

چ۔ بے عملی کیا یہ بھی ایک بُرائی ہے؟

2. عام انسانوں میں کون کون سی بُرائیاں پائی جاتی ہیں اور ان بُرائیوں کے اپنائے جانے کی کیا وجوہات ہیں؟

ا۔ ان بُرائیوں سے بچنے کا کیا طریقہ کار ہے؟

ب۔ کیا بُرائی سے ذاتی پرہیز ضروری ہے یا کہیں باہر اسکو دیکھ کر روکنا ضروری ہے؟

3. مندرجہ ذیل واقعات کو دیکھنے کی صورت میں برائی کے مختلف درجوں سے تعلق رکھنے والے افراد کا ردِ عمل کیا ہوگا

Marfat.com

برائی کے درجے

واقعہ	اول درجہ	دوئم درجہ	درجہ سوئم
ڈاکہ ,بدمعاشی			
جھوٹ،،حرام خوری،			
غداری			
چوری،بے عملی			
جہالت/گمراہی			
رشوت خوری،ظلم			
حلال خوری			
دیانتداری،ایمانداری			
وفاداری			
محنت			
شرافت			
حق کی بات			

Marfat.com

4. مندرجہ ذیل واقعات کو دیکھنے کی صورت میں نیکی کے مختلف درجوں سے تعلق رکھنے والے افراد کا ردعمل کیا ہوگا۔

اچھائی کے درجے

واقعہ	اول درجہ	دوئم درجہ	سوئم درجہ
ڈاکہ، بدمعاشی،			
چوری دھوکہ بازی			
کام چوری، بے عملی			
حرام خوری			
غداری			
جھوٹ،			
جہالت/گمراہی			
ظلم			
بُرائی کا پرچار اور			
پراپیگنڈہ			

5. آپ خود ایمان کے کس درجے سے تعلق رکھتے ہیں؟

Marfat.com

6. آپ اپنے لئے ایمان کا کون سا درجہ پسند کرتے ہیں؟

7. موجودہ صورتحال میں آپ کے اپنی پسند کے درجے پر فائز ہونے کیلئے، آپ کو اپنے اندر کیا کیا تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے؟

8. وہ کون سی حرکات اور عوامل ہیں جو اپنے دین، پیشے اور محکمے سے وفاداری کو ظاہر کرتے ہیں انکی ایک فہرست بنائیں۔

9. ان روزمرہ روٹین کے اعمال کی ایک فہرست بنائیں جو اللہ، آپکے پیشے اور دین سے وفاداری کو ظاہر کرتے ہیں۔

10. ان روزمرہ روٹین کے کاموں کی ایک فہرست بنائیں جو اللہ، آپکے پیشے اور دین سے غداری کو ظاہر کرتے ہیں۔

11. ایک وفادار مسلمان کی پہچان کس طرح کی جاسکتی ہے۔ ان سے متوقع حرکات بیان کریں۔

12. ایک غدار مسلمان کی پہچان کس طرح کی جاسکتی ہے۔ ان سے متوقع حرکات بیان کریں۔

13. وہ کون سے اچھے کام اور گناہ ہیں جو ایک مرتبہ کرنے کے بعد ان کا گناہ یا ثواب ختم نہیں ہوتا بلکہ جب اور لوگ اسکو آپ کی دیکھا دیکھی اپناتے ہیں تو

Marfat.com

آپکا بھی اسمیں گناہ یا ثواب کا حصہ بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے؟

14. اس طرح کے زندہ رہ کر بڑھنے والے کتنے گناہ اور اچھے کام ہیں جو آپ سے ماضی میں سرزد ہوئے ہیں؟ اگر کچھ ایسے گناہ آپکے ریکارڈ میں ہیں تو کیا آپ نے کبھی ان کو روکنے یا ختم کرنے کی کوشش کی؟

15. ایک باغی ذہن والے شخص اور ایک شخص جو اندرونی بغاوت کا شکار ہے (لیکن بنیادی طور پر باغی نہیں ہے) کے درمیان موازنہ کریں۔

16. تعمیراتی اور تخریبی سوچ کیا ہے دونوں کا اعمال پر کتنا فرق پڑتا ہے بیان کریں۔

17. کیا آپکو اپنے دماغ اور جسم پر پورا اختیار حاصل ہے اور آپ جو چاہتے ہیں وہ کر لیتے ہیں یا آپ سے ناچاہے اعمال بھی سرزد ہو جاتے ہیں؟

19. کیا آپ ملک، قوم اور خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہیں اور کیوں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

ازلی دشمن

1. انسان کا ازلی دشمن کون ہے اور اسکا رول کیا ہے؟
2. اسکی دشمنی کہاں سے شروع ہوئی کہاں ختم ہوگی؟

Marfat.com

3. کیا اس سے ہر قسم کا تعلق توڑ کے مکمل چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے؟
4. کیا اس سے دوستی ہو سکتی ہے تو کیوں اور کن حالات میں کن وجوہات کی بناء پر؟
5. دوستی کی صورت میں کیا یہ منافقانہ دوستی ہوگی؟
6. دوستی کی آڑ میں دشمن ہمارے ساتھ کیا کرنا چاہے گا؟ اسکے مقاصد تفصیل سے واضح کریں۔
7. یہ دوستی کب تک چل سکتی ہے یا چلے گی؟
8. دشمن کا ہمارے ساتھ منافقانہ دوستی کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟
9. اس تعلق کے دوران دشمن کن حالات میں ہمارا ساتھ دے گا؟
10. اس تعلق کے دوران دشمن کن حالات میں ہمارا ساتھ چھوڑے گا؟
11. مندرجہ بالا سوالات کے حل کی روشنی میں ذیل میں دیئے ہوئے سوالوں کا جواب دیں۔

ا۔ ہمارے گروہ کے کس آدمی کو دشمن سب سے زیادہ پسند کرے گا؟

ب۔ کس کی سب سے زیادہ تعریف کرے گا؟ کیوں؟

ج۔ کس کو سب سے زیادہ بُرا کہے گا

Marfat.com

تعلقات اور دو طرفہ حقوق

اللہ تعالیٰ کی منشاء تھی کہ آپ کو رشتے داری تعلقات کاروبار غرض بہت سی مختلف قسم کی تعلقات اور دو طرفہ ڈوریوں کے ذریعے بہت سے انسانوں اور اداروں سے باندھ دے جہاں ان لوگوں اور اداروں کے آپ پر حقوق ہوں اور آپکے ان پر حقوق ہوں ۔اس حقیقت کی روشنی میں مندرجہ ذیل غور طلب سوالات کے صحیح جوابات تیار کریں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کے آپ پر کیا حقوق ہیں؟

ب۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اسلامی معاشرے میں پیدا کیا دین اسلام کے آپ پر کیا حقوق ہیں؟

پ۔ آپ ایک ملک کے باشندے ہیں اس ملک کے آپ پر کیا حقوق ہیں؟

ت۔ آپکے معاشرے/گاؤں/شہر کے آپ پر کیا حقوق ہیں؟

ٹ۔ آپکے ماں باپ، بہن بھائیوں کے آپ پر کیا حقوق ہیں؟

ث۔ آپکے بیوی اور بچوں کے آپ پر کیا حقوق ہیں؟

ث۔ آپ ایک ملازم بھی ہیں ادارے کے آپ پر کیا حقوق ہیں؟

ج۔ ہمسائے کے آپ پر کیا حقوق ہیں؟

Marfat.com

وقت اور عمل کی اہمیت اور رشتہ داری

1- وقت کا صحیح استعمال کیا ہے؟

2- وقت ضائع کرنے کے عام اور خاص طریقے کیا ہیں؟

3- وقت کو بچانے کے کیا طریقے ہیں؟

4- عمل/ کام کا وقت کیساتھ کیا رشتہ ہے۔ کیا کسی کام کو وقت کا ایک لمحہ بھی گزارے بغیر مکمل کیا جا سکتا ہے؟

5- کیا یہ ممکن ہے کہ ایک انسان بے شمار کام ایک لمحے میں مکمل کر سکے اگر نہیں تو کیوں اگر ہاں تو کیسے؟

6- کیا کام کی ایک زندگی/ عمر ہوتی ہے؟ اگر ہاں تو کن Units میں گزرتی ہے تفصیل سے بحث کریں۔

7- کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ بہترین اعمال (مگر مکمل) کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

8- تیزی اور جلد بازی سے اچھے عمل کرنے کی کوشش میں اپنے نامہ اعمال کے بکس میں برے اعمال جمع ہونے سے روکنے کا کیا طریقہ ہے؟

9- کامیابی اور ناکامی کیا چیز ہے؟ کیا اس کا وقت سے کوئی تعلق ہے؟ مثالوں کیساتھ بحث کریں۔

Marfat.com

پیغام

شکر الحمدللہ کہ اللہ نے ہمیں اپنا پیغام پہنچا کر اس قابل بنایا اور توفیق بخشی کہ ہم اسکو آپ تک پہنچا سکے۔ یہ پیغام قرآن حکیم (جو کہ پیغاماتِ الٰہی، علم کے خزانوں اور تسخیر کائنات کی ترکیبوں سے بھرپور ہے) میں سے چن کر صرف مضمون سے وابستہ حصوں کو اکھٹا کرکے تشکیل دیا گیا ہے۔ اللہ کے پیغام (قرآن) کو مکمل طور پر پڑھکر سمجھنا ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ عمل کرنا نہ کرنا ہر انسان کا اپنا اپنا اختیار ہے لیکن شکر الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قابل سمجھا کہ یہ پیغام ہمارے ذریعے آپ تک پہنچے۔

ہماری اللہ تعالیٰ رب العالمین الرحمٰن الرحیم سے دعا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے انتہائی خاص رحم و کرم سے ہماری یہ ذمہ داری (البقرہ ۱۴۳) پوری کرادی ہے اسی طرح آپکو بھی سرخرو فرمائیں (آمین)۔ ہماری اپنے قارعین سے انتہائی عاجزانہ گزارش ہے کہ اس کتاب کو پڑھکر سمجھنے کے بعد اپنے بک شیلف میں سجانے یا کسی صندوق میں سنبھال کر رکھنے کے بجائے کسی اور انسان کو دے دیں تاکہ یہ پیغام آپ کے پاس پہنچ کر آپکے گھر میں دفن نہ ہو جائے بلکہ آپکے ہاتھوں ہوتا ہوا زیادہ سے زیادہ انسانوں تک پہنچ سکے اور اسی طرح آگے سے آگے چلتا رہے جب تک اس کاغذ میں اس پیغام کو انسان تک پہنچانے کی سکت ہے۔ اسی بات میں آپ کی زیادہ بھلائی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

زندگی کا مقصد ایک دل کو چھو لینے والی کتاب ہے، جو کہ انسانی زندگی کے اصل مقصد کے ساتھ ساتھ ان عوامل پر روشنی بھی ڈالتی ہے جو کہ رفتہ رفتہ اس پر اثر انداز ہو کر زندگی کے دھارے کو اصل مقصد سے دور کر دیتے ہیں۔ اور پھر انسان اصل مقصد کو کھو کر یکے بعد دیگرے ایک سراب کے پیچھے بھاگتے ہوئے گمراہی کی کھائی میں جا گرتا ہے۔

اصل راستے کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان رازوں سے بھی پردہ اٹھایا گیا ہے، جو کہ زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے میں انتہائی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

روایتی طریقوں سے ہٹ کر ایک عام فہم زبان میں لکھی گئی انمول تحریر۔

Marfat.com

زندگی کا مقصد ایک دل کو چھو لینے والی کتاب ہے، جو کہ انسانی زندگی کے اصل مقصد کے ساتھ ساتھ ان عوامل پر روشنی بھی ڈالتی ہے جو کہ رفتہ رفتہ اس پر اثر انداز ہو کر زندگی کے دھارے کو اصل مقصد سے دور کر دیتے ہیں۔ اور پھر انسان اصل مقصد کو کھو کر یکے بعد دیگرے ایک سراب کے پیچھے بھاگتے ہوئے گمراہی کی کھائی میں جا گرتا ہے۔

اصل راستے کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان رازوں سے بھی پردہ اٹھایا گیا ہے، جو کہ زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے میں انتہائی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

روایتی طریقوں سے ہٹ کر ایک عام فہم زبان میں لکھی گئی انمول تحریر۔

Marfat.com